بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۱۱	شوال المکرّم ۱۴۲۷ھ / نومبر ۲۰۰۶ء	جلد : ۱۴

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلٰی

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.................. سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ.............................. سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 2-7914 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092

خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092

فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092

رہائش ''بیت الحمد'' : 7726702 - 42 - 092

موبائل : 4249301 - 333 - 092

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
الوداعی خطاب	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۱۱
واقعۂ شہادت سیدنا عثمان غنیؓ	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۸
رحلتِ اسعد میاںؒ پر سارا عالم اشکبار	جناب مولانا محمد قاسم صاحب لوہاروی	۲۴
سوانحی خاکہ مولانا سید اَرشد مدنی	جناب مولانا سید اَسجد مدنی	۲۶
حقوق العباد کی اہمیت اور......	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۳۰
سالانہ امتحانی نتائج وفاق المدارس		۳۲
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی	۳۳
نبوی لیل ونہار	حضرت مولانا سعد حسن صاحبؒ	۳۸
تجارتی انعامی سکیموں کا شرعی حکم	حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب	۴۰
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۶
دین کے مختلف شعبے	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۹
دل کی بند شریانیں کھولنے کا نسخہ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	۵۶
خانقاہِ حامدیہ اور رمضان المبارک	محمد عکاشہ یوسف	۵۸
دینی مسائل		۶۰
وفیات		۶۳
اخبار الجامعہ		۶۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد !

تقریباً ہمیشہ سے ایسا ہوتا چلا آرہا ہے کہ رمضان المبارک اور عید کے چاند کی رؤیت کا مسئلہ خاص طور پر صوبہ سرحد میں وہاں کے چند سر پھرے مسلح عوامی ٹولہ نے اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے اور اُن کی سرکشی کے آگے وہاں کے علماء بھی بے بس ہوجاتے ہیں اوران کی قاتلانہ دھمکیوں سے مرعوب ہوکر رؤیت ہلال کا اعلان کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ دوسری طرف صوبائی حکومتوں کی جانب سے بے لگامی کے باعث یہ سلسلہ انتہائی تشویش ناک صورتحال اختیار کرگیا ہے، نوبت یہاں تک آگئی کہ اِس برس خیبر ایجنسی پشاور میں رؤیت ہلال کے اعلان پر دوگروپوں میں مسلح تصادم ہوگیا اور دونوں طرف سے بھاری ہتھیار استعمال کیے گئے، نتیجتاً طرفین کے چودہ افراد بری موت مارے گئے جبکہ زخمیوں کی تعداد اِس کے علاوہ ہے۔

مجھے کراچی سے آئے ہوئے ایک پٹھان طالب علم نے کراچی میں مولانا زرولی خان صاحب کے حوالہ سے یہ بتلایا کہ انہوں نے عید کے چاند کے مسئلہ پر صوبہ سرحد کے کسی عالم سے بات کی کہ یہ کیا ہورہا ہے؟ تو انہوں نے بتلایا کہ میرے پاس کلاشنکوفوں سے مسلح تیس چالیس افراد آئے اور کہا کہ چاند دیکھے جانے کا اعلان کردو ورنہ..................اس لیے مجبوراً میں نے اعلان کردیا۔

چارسدہ سے عمرزئی جاتے ہوئے ایک آبادی آتی ہے مجھے اُس کا نام یاد نہیں رہا وہاں سے گزرتے ہوئے میرے شریکِ سفر پٹھان ساتھی نے بتلایا کہ یہاں کے لوگ برملا جھوٹی قسمیں کھا کر چاند دیکھنے کی گواہی دیتے ہیں۔ نیز بنوں اور اُس کے اطراف میں اوباش نوجوانوں کی ٹولیاں عید کے اعلان کے لیے شرمناک طریقے اختیار کرنے کے بعد علماء پر چڑھائی کرکے جبراً رؤیت ہلال کا اعلان کراتی ہیں۔ اس صورتِ حال کے اصل ذمہ دار یہ غنڈہ عناصر ہوتے ہیں مگر بدنامی بلاوجہ بے بس علماء کے سر آجاتی ہے۔ اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ سال کے باقی مہینوں میں خوفِ خدا سے عاری یہ سرکش ٹولہ کہیں سرگرم نظر نہیں آتا اور رؤیت ہلال کمیٹی کے فیصلے پر ہی عمل کر رہا ہوتا ہے نیز رمضان المبارک عید اور بقر عید کے چاند اِن کے یہاں ہمیشہ ۲۹ ہی کے ہوتے ہیں شاید ہی کبھی ۳۰ کا ہوا ہو۔ اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ سعودیہ میں عید نہیں ہوئی ہوتی اور یہ لوگ صوبہ سرحد میں رؤیت ثابت کردیتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کسی نے سچ کہا کہ ''جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے''۔ اگر واقعی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اِن کو چاند نظر آجاتا ہے تو پھر صوبہ سرحد ہی میں ہر سال دو دو عیدیں کیوں ہوتی ہیں سب ہی ایک دن عید کیوں نہیں مناتے بلکہ اِس برس تو صوبہ سرحد میں تین عیدیں منائی گئی ہیں۔ اس صورتِ حال نے وہاں کے عوام کو تکلیف دہ صورتِ حال سے دوچار کردیا ہے۔

اس موقع پر بعض لوگوں نے رؤیت ہلال کمیٹی کو بھی بلا جواز تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ موجودہ ناخوشگوار صورتِ حال نے رؤیت ہلال کمیٹی کی اہمیت وافادیت کو مزید اُجاگر کردیا ہے۔ ان کے فیصلوں کو تسلیم کرنے والے صوبہ پنجاب اور سندھ میں کوئی قابل ذکر ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آتا، سب ایک ہی دن ہنسی خوشی اطمینان کے ساتھ اپنے مذہبی اُمور انجام دیتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب قدس سرہ العزیز بھی صوبہ سرحد کی اِس صورتحال سے نالاں تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ انہوں نے ہم کو اپنے وزیرِ اعلیٰ ہونے کے زمانہ کا واقعہ سنایا کہ ''میں عید منانے کے لیے بذریعہ سڑک پشاور سے ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہوا تو میں نے ڈرائیور کو ہدایت کی کہ راستہ میں بنوں، کوہاٹ وغیرہ کسی بھی مقام پر ہرگز گاڑی نہ روکنا یہ ظالم عید منارہے ہیں ہمارا بھی روزہ تڑوادیں گے۔

حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے بے خوف وسرکش عناصر کو لگام دے تاکہ آئندہ اِس جیسے سنگین حالات کا سدباب ہوسکے اور عوام سکون واطمینان کے ساتھ اپنے مذہبی اُمور انجام دے سکیں۔ نیز اس

موقع پر صوبہ سرحد و بلوچستان میں رمضان المبارک کے جو روزے ضائع ہوئے ہیں اُس کے بارے میں وہاں کی صوبائی حکومتیں واضح اعلان کریں تا کہ لوگ اُن کی قضا کر لیں۔

مناسب ہوگا کہ اِس موقع پر علمائے کرام ،مرکزی اور صوبائی حکومتیں عوام کو رویت ہلال کمیٹی کی اہمیت اس کا دائرۂ کار اور طریقہ کار سے متعارف کروا کر یہ باور کرائیں کہ یہ کمیٹی ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے چاروں صوبوں کے ذمہ دار غیر تنخواہ یافتہ اعزازی ارکان کے علماء کرام پر مشتمل ہوتی ہے اور بغیر کسی دباؤ کے شرعی اصولوں کے تحت آزادانہ فیصلہ کرتی ہے۔دانستہ غلطی کی صورت میں اللہ کے یہاں جوابدہ ہوگی اور ملک میں موجود علماء کرام بھی ان کا مواخذہ کریں گے۔نادانستہ غلطی کی صورت میں اللہ کے یہاں بھی گرفت نہیں ہے اور دُنیا میں بھی کوئی سزا نہیں ہے۔غلط فیصلہ کی صورت میں جن روزوں کا نقصان ہوجاتا ہے ،قضاء کی شکل میں اُس کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔لہٰذا عوام الناس کو چاہیے کہ یہ معاملہ علماء کرام کی سرکردگی میں قائم کمیٹی ہی کے حوالہ رکھیں اور اُس کے فیصلوں پر عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو،آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)

مولای صل وسلم دائما ابدا | درس حدیث | علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت، بڑوں کی خدمت کا جذبہ
جنت کی بشارت بہت ساروں کو دی گئی ہے
شدید ضرورت کے بغیر آگ سے نہ دغوانا چاہیے
حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ سبقت لے گئے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

کیسٹ نمبر ۵۱ سائیڈ اے (۱۹۸۵-۹-۴)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اِرشاد فرمایا اِنَّ الْجَنَّۃَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ جنت مشتاق ہے تین کی علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم یہ نام آپ نے لیے۔ تو جن حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے یا جہنم سے نجات کی خوشخبری دی گئی ہے اُن کی تعداد تو کافی بنتی ہے۔ مثلاً اِس میں حضرتِ عمارؓ آگئے، حضرت سلمانؓ آگئے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ دس ہیں عشرہ مبشرہ۔ تو اِن کی صورت یہ ہے کہ بار بار بشارت دی گئی، ضمانت دی گئی ہے، اِس لیے وہ حضرات معروف ہیں ورنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ بلکہ یہ بھی بشارت دی کہ میرے گھر والوں میں سب سے پہلے ملنے والی تم ہوگی۔ تو دُنیا سے اُن کے رُخصت ہونے

کی خبر کے ساتھ ساتھ یہ خوشخبری بھی ہے کہ وہ یہاں سے جانے کے بعد جنابِ رسول اللہ ﷺ سے ملیں گی، تو اِس طرح تعداد گنی جائے تو وہ بہت بنتی ہے۔

ستر ہزار اُمتیوں کی خصوصی فضیلت :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت میں ستر ہزار ایسے ہوں گے بعض روایتوں میں اِس سے زیادہ بھی تعداد آئی ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ ستر ہزار بطور محاورے کے استعمال کیا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ میں نے تجھے سو دفعہ سمجھایا، ہزار بار یہ کہہ چکا ہوں وغیرہ۔ ایسے ہی ستر ہزار ہیں کہ وہ ناجائز جھاڑ پھونک نہیں کراتے، لَا یَکْتَوُوْنَ علاج اپنا آگ کے ذریعے نہیں کراتے، پرانا علاج چلا آرہا ہے آگ کے ذریعے اور اَب بھی ہے وہ، اور اچھا علاج شمار ہوتا ہے۔

مسئلہ کی وضاحت :

اِس کا مطلب یہ ہے کہ شدید مجبوری کے بغیر نہیں کراتے۔ جیسے کہ عربوں کا ایک رواج ہوگا اُس دَور میں اُس کو آپ نے بند فرمایا۔ دو چیزوں سے علاج کے بارے میں بھی فرمایا ایک سینگی لگوانا یعنی خون نکلواتے رہنا اور دوسرے یہی داغ لگوانا آگ سے لیکن یہ بھی فرمایا اَنْھٰی اُمَّتِیْ عَنِ الْکَیِّ میں اپنی اُمت کو اِس سے منع کروں کہ یہ نہ کریں علاج۔

بعض صحابہ کرامؓ سے بعد میں بھی منقول ہے جیسے حضرت خباب رضی اللہ عنہ، یہ وہ صحابی ہیں جو جنابِ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے والوں میں مایۂ ناز ہیں، بہت عجیب ہیں۔ اُن کو کفار انگاروں پر لٹا دیتے تھے، اُن کی کمر کی کھال جل گئی، چربی نکل آئی، وہ داغ رہے اُن کے ساری عمر۔ کوفہ میں رہنے لگے تھے وہ، اور اِنہی کے بیٹے ہیں حضرت عبداللہ ابن خباب جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں نہروان میں خوارج نے شہید کیا تھا یہاں خوارج جمع تھے، اُس پر پھر لڑائی شروع ہوئی ہے۔

حضرت خبابؓ نے داغ لگوایا :

تو حضرتِ خباب رضی اللہ عنہ کوفہ میں رہتے تھے، اُن کے واقعات میں آتا ہے وَقَدِ اکْتَوٰی سَبْعًا اُنہوں نے علاج کرایا اپنا اِس سے ہی گدوا کر گرم چیز سے داغ لگوا کر سات جگہ۔ تو اُنہیں تکلیف اِس قسم کی

ہوگی کہ اِس کا علاج اِس کے سوا اور نہیں ہوگا کوئی، تو ایسی صورت کی بات الگ ہے، ورنہ رواجی طور پر یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اَب نکسیر اگر بند ہی کسی طرح نہیں ہوتی تو اُس میں یہی ہے کہ ٹانکا لگانا پڑتا ہے تو وہ الگ بات ہے، وہ بہت ہی مجبوری ہوگئی جیسے جان کا اندیشہ ہو جائے ایسی مجبوری ہو۔ تو حضرت آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار لوگ میری اُمت میں ایسے ہیں جو جنت میں بلا حساب جائیں گے اور ایک علامت یہ بھی بتلائی کہ عَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ اللہ پر وہ پورا بھروسہ رکھتے ہیں۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی سعادت :

اَب ایک صحابی ہیں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ وہ کھڑے ہوگئے اُنہوں نے کہا میرے لیے دُعا فرمادیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُن میں کردے جو بلا حساب جائیں گے جنت میں، تو رسول اللہ ﷺ نے یہ جملہ اِرشاد فرمادیا کہ خداوندِ کریم تو اِس کو اُن میں داخل فرما جو بلا حساب جائیں گے۔ ایک اور صحابی کھڑے ہوئے اُنہوں نے کہا میرے لیے بھی دُعا فرمادیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ کہ عُکاشہ اِس دُعا کے لینے میں تم سے آگے نکل گئے، سبقت لے گئے۔ تو جنت کی بشارت والے اگر شمار کیے جائیں تو کافی تعداد بن جاتی ہے صحابہ کرام کی بھی، صحابیات کی بھی۔ اَب یہاں دو نام حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے آرہے ہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی فضیلت :

حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کی تعریف جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بہت کی۔ یہ سارے کے سارے ایمان سے بھرے ہوئے ہیں ایسے جملے بھی اِرشاد فرمائے، یعنی سراپا یا سرتاپا جسے کہتے ہیں ایمان سے بھرے ہوئے ہیں۔

جھانک تانک اور بے اجازت اندر آنا منع ہے :

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ تو جہاں مجلس ہو خصوصی وہاں بے اجازت تو نہیں جایا جاتا، اِسلام کا طریقہ یہی ہے بتلایا ہوا، جھانکا بھی نہیں جاتا یہ بھی منع ہے، کسی کے گھر جائیں کھٹکا کریں تو بھی دروازے کے عین

سامنے نہ کھڑے ہوں ہٹ کر کھڑے ہوں کہ گھر کی بے پردگی نہ ہو۔ ریخوں میں سے جھانکنا، کسی طرح ہی ہو وہ منع ہے۔ جس نے جھانک لیا اُس کے بارے میں فرمایا کہ گویا وہ اندر ہی آگیا۔ کیونکہ اندر آکر بھی تو وہی کرنا تھا اُس نے دیکھنا ہی تھا وہ باہر سے ہی دیکھ لیا تو ایسے ہی ہوا جیسے کہ وہ اندر داخل ہوگیا۔

اگر اجازت نہ ملے تو واپس ہو جانا چاہیے :

تو مسنون طریقہ یہی ہے کہ تین دفعہ تک اجازت چاہی جائے، اگر اجازت نہ ملے تو پھر واپس چلا جائے۔ تین دفعہ تک اجازت چاہے اور تین دفعہ سے زیادہ تنگ کرنا اِس کی ضرورت نہیں۔ تو حضرت عمار ابن یاسرؓ نے اجازت چاہی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اِنہیں اجازت دے دو اِأْذَنْ لَہٗ اور ساتھ ساتھ ''مَرْحَبًا'' کا لفظ فرمایا۔ مرحبا کے معنی ہیں کھلے دِل سے، رَحَبْ کے معنی ہیں وسعت کے، مرحبا یعنی اُس کے لیے جگہ ہی جگہ ہے وسعت ہی وسعت ہے۔ مرحبا لکھتے بھی ہیں ''تَرْحِیْبْ'' بھی لکھتے ہیں۔ لِلطَّیِّبِ الْمُطَیِّبِ یعنی وہ پاکیزہ ہیں اور مُطَیِّبْ یا مُطَیَّبْ دوسروں کو پاک کرنے والے یا ایسے پاکیزہ ہیں کہ جنہیں خدا کی طرف سے پاکیزگی عطاء ہوئی۔ یہ جملہ آقائے نامدار ﷺ کا فرمایا ہوا ہے تو اُن کے لیے بہت بڑے شرف کی بات ہے اور ہمارے لیے یہ ہے کہ ہم اُن سے محبت رکھیں۔

حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ مَا خُیِّرَ عَمَّارٌ بَیْنَ الْاَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّھُمَا. حضرت عمار ابن یاسرؓ کے بارے میں کہ اِن کا مزاج اِس قسم کا ہے کہ اگر اِن سے یہ کہا جائے کہ یہ کرلو یا یہ کرلو، ایک آسان ہو اور ایک مشکل ہو، تو جو مشکل ہو وہ یہ لیتے تھے، مشکل کام اختیار کرتے تھے۔

اِن کی والدہ کو ابوجہل نے شہید کیا تھا :

یہی ہیں وہ کہ جن کی والدہ کو ابوجہل نے شہید کیا تھا، اُس نے نیزہ مارا اور وہ نیزہ پردے (شرم) کی جگہ لگا اور اُس سے اِن کی شہادت ہوئی تو ابن سُمیّہ بھی کہلاتے ہیں۔

بلا وجہ مردوں میں عورتوں کے نام لینا اچھی بات نہیں ہے :

رسول اللہ ﷺ کسی کی والدہ کا نام لے کر ذکر فرمائیں ایسے بھی ہوا ہے ورنہ عورتوں کے نام

مردوں کی مجالس میں معیوب ہیں۔قرآنِ پاک میں عورتوں کے نام ذکر نہیں کیے گئے اِمْرَأَةُ الْعَزِيْزِ، اِمْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، اِمْرَأَةُ لُوْطٍ، اِمْرَأَةُ نُوْحٍ ، اِس طرح کر کے ذکر کیے گئے ہیں۔ مریم علیہا السلام کا نام صاف آیا ہے عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ ، کیونکہ یہاں ضرورت تھی نسب بتانے کی، ورنہ احتراز کیا گیا ہے۔ اِسی طرح حدیثوں میں بھی آیا ہے۔لیکن وہ خدا کی راہ میں شہید ہوئیں تو اِس لیے رسول اللہ ﷺ اِن کا نام اِن کی والدہ کی نسبت سے لے لیتے تھے کہ فلاں کا بیٹا، فلاں عورت کا بیٹا۔

بڑوں کی خدمت کا جذبہ :

ایک دفعہ جناب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو زمین کا بھاؤ کیا پھر طے کیا پھر وہاں بنانے لگے، جب بنانے کا نمبر آیا تو رسول اللہ ﷺ خود ساتھ لگ گئے۔ تو پتھر اُٹھا رہے تھے اینٹیں نُما، تو وہ آپ بھی اُٹھا کر لانے لگے۔ صحابہ کرامؓ نے منع کیا مگر آپ ﷺ نہ مانے تو عمار رضی اللہ عنہ نے بڑی سمجھداری کے ساتھ منع کیا اِنہوں نے عرض کیا کہ جناب کے حصّے کا جو پتھر ہے اینٹ ہے وہ میں اُٹھاؤں گا آپ تشریف رکھیں، تو یہ ڈبل ڈبل اُٹھاتے تھے۔ اَب جب فارغ ہوئے ہوں گے، جتنی دیر بناتے ہوں گے روزانہ، اُتنی دیر بنانے کے بعد فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اِن کا گرد جھاڑا اپنے دستِ مبارک سے اور فرمایا بُؤْسُ ابْنِ سُمَيَّةَ یا فرمایا وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ . ابن سمیہؓ کے لیے بری بات ہے کہ اِن کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ کی توجہ اُن کی طرف پوری تھی تو اُس وقت ذہنِ مبارک میں اللہ کی طرف سے یہ بات آئی کہ اِن کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ اَب اِس میں اِن کی شہادت جو ہوئی وہ جنگِ صفین میں ہوئی۔ یہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے اُن کے دَورِ خلافت میں صفین میں شہادت تک۔ اِس طرح سے اِن حضرات نے اسلام کے لیے بڑے کام کیے، رسول اللہ ﷺ کا قرب اِسی ذریعے حاصل ہوا۔ ہمارے لیے یہ واجب التعظیم ہیں، قابلِ محبت ہیں، اللہ تعالیٰ اِن کو بڑے درجے عطا فرمائے اور ہمیں آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا............

اَلوَداعی خطاب

جامعہ مدنیہ جدید میں ۱۹ر شعبان المعظم کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف ونحو کے تقریباً ایک ہزار طلباء سے الوداعی خطاب کیا، اس کی افادیت کے پیشِ نظر اِسے شائع کیا جارہا ہے، قارئین کرام یہ خطاب ملاحظہ فرمائیں۔ (ادارہ)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد !

نبی علیہ السلام نے اپنی اُمت کو ایک اہم چیز کے بارے میں اِرشاد فرمایا کہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَاوَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ . آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو تم پر میرا طریقہ لازم ہے، میرے طریقے پر چلنا لازم ہے اور جو خلفائے راشدین ہیں اُن کے طریقے پر چلنا لازم ہے۔ اور عَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ اور اِس کو دانتوں کے اندر کی جو مضبوط داڑھیں ہوتی ہیں اُن سے بھی پکڑ لینا مضبوط۔ یہ جملہ آپ نے اِس عمل کی اہمیت کو بتلانے کے لیے اِرشاد فرمایا۔ انسان جب کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑنا چاہتا ہے تو صرف سامنے کے دانتوں سے نہیں پکڑتا، اور اگر سامنے کے دانتوں سے پکڑ لے اور کوئی اُس کو زور سے کھینچ لے تو دانت سمیت وہ چیز نکل جائے گی باہر اور وہ دانت بھی اُکھڑ جائیں گے۔ سامنے کے دانتوں میں وہ قوت نہیں ہے جو دائیں بائیں کے دانتوں میں قوت ہے۔ یہ سامنے کے دانت ایسے طریقے سے بنے ہوئے ہیں ایسے زاویے پر ہیں کہ اگر اِن پر زور پڑ جائے زَد آجائے تو یہ جلدی متاثر ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا قدرتی طور پر بغیر کسی کے سکھائے ہمیں اگر کوئی کپڑا منہ میں کوئی چیز مضبوط پکڑنی ہو تو اندر کو گھسا کر دائیں بائیں کے دانتوں سے پکڑلیں گے مضبوط، اب اُس کا چُھٹنا بہت مشکل ہے۔

آپ نے زور دیا کہ یہ جو میری سنت ہے میرا طریقہ ہے، یہ ایسی چیز ہے کہ اِس کو تم نے اِتنی مضبوطی سے تھامنا ہے کہ یہ کسی طرح تم سے چُھوٹ نہ سکے، اِس لیے بھی یہ تشبیہ دی۔ ایسی چیز ہو دین کی کہ جس کا تعلق صرف آپ کی ذات سے ہو تو بھی اُس کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ آپ کی ذات سے نہیں ہے لیکن آپ کے گھر بار سے ہے، افراد سے تعلق ہے اُس کا، بیوی بچوں سے متعلق ہے یہ معاملہ، ماں باپ سے متعلق ہے یہ

معاملہ، قریبی رشتہ داروں سے ہے معاملہ، دُور کے رشتہ داروں سے ہے معاملہ، ناںھیالی رشتہ داروں سے یا دَادھیالی رشتہ داروں سے ہے یہ معاملہ۔ ہر معاملہ میں تم میری سنت کی پیروی کرو، اس کو اختیار کرو۔

نبی علیہ السلام کا حکیمانہ اسلوب :

آپ نے سنا ہو نہ سنا ہو تعبیر کا جو علم ہے خواب کی تعبیر والے دانتوں سے مراد اقارب، برادری اور قبیلہ بھی لیتے ہیں۔ سامنے کے دانتوں سے اور قسم کے رشتہ دار مراد ہوتے ہیں، دائیں بائیں کے دانتوں سے اور قسم کے رشتہ دار مراد ہوتے ہیں، اُوپر کے دانتوں سے دَادھیالی رشتہ دار مراد ہیں، نیچے کے دانتوں سے ناںھیالی رشتہ دار مراد ہیں۔ بعض دفعہ اُوپر کے دانتوں سے مرد اَقارب مراد ہوتے ہیں، نیچے کے دانتوں سے عورتیں اَقارب مراد ہوتی ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے لطیف انداز میں یہ بات سمجھا دی کہ تمہارا جس قسم کا معاملہ بھی کیوں نہ ہو سب مل کر اِس چیز کو پکڑلو۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو بھی اِس چیز پر لانا ہے، اُن کے ذریعے سے اس دین کو لازم پکڑنا ہے۔ اپنی ذات کے معاملہ میں بھی اس دین کو مضبوط پکڑنا ہے، اپنے بیوی بچوں کے معاملے میں بھی ان کو دین پر لانا ہے اور دین کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ اپنی اولاد کو، اپنے دادھیالی رشتہ داروں کو، اپنے ناںھیالی رشتہ داروں کو، اپنی عورتوں کو، اپنے مردوں کو سب کو ملا کر کہنا ہے کہ اِس کو پکڑلو چھوڑنا نہیں۔ یہ تعبیر والے اِس سے یہ مراد لیتے ہیں۔ اس سے سمجھ میں آتی ہے کہ صرف اپنی نہیں سب کی فکر کرنی ہے۔ اِس لیے فرمایا کہ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ نواجذ بھی آگئے تو سارے دانت مصروف ہوگئے، سب اُس میں لگ گئے۔ صرف اِن سے پکڑتے تو باقی دانت مصروف نہ ہوتے۔ جب سب سے پکڑیں گے تب تو باہر والے بھی کام میں آئیں گے اندر والے بھی کام میں آئیں گے، سب لگ جاؤ اِس میں اس کو نہ چھوڑنا۔ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔

قریبی رشتہ داروں کو پہلے ڈرانے کی حکمت :

قرآنِ پاک میں آتا ہے کہ نبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کو جب بعثت ملی تو سب سے پہلے جو حکم ملا دعوت کا فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ، اُن کو دعوت دو۔ یہ نہیں فرمایا کہ قریش سے نکل کر دوسرے قبیلے کو پہلے بلاؤ یا قریش ہی میں جو دُور والے ہیں اُن کو پہلے بلاؤ، یہ نہیں فرمایا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو پہلے ڈراؤ اللہ سے، اُنھیں دعوت دو دین کی۔ اس کی کیا حکمت ہے؟ اس کی ایک

حکمت یہ ہے کہ جتنا قریبی رشتہ دار ہوگا اُتنا گہرا آپ کو اندر تک جانتا ہوگا کہ آپ ہیں کیسے؟ آپ اخلاقی طور پر کیسے ہیں، آپ کا غصہ کیسا ہے، آپ کا مزاج کیسا ہے، طبیعت کیسی ہے؟ گندا مزاج تو نہیں ہے، پاکیزہ مزاج ہے یا نہیں ہے۔ غصہ تو نہیں ہے۔ اپنی ذات کو تو ترجیح نہیں دے دیتے کہیں۔ عدل اور انصاف کے تقاضے کو کس حد تک پورا کرتا ہے یہ شخص۔ یہ قریبی رشتہ دار جانتے ہیں۔ باپ خوب گہرا جانتا ہے آپ کو۔ ماں خوب گہرائی سے جانتی ہے، بہن بھائی بھی خوب گہرائی سے جانتے ہیں۔ اولاد بھی گہرا جانتی ہوگی آپ کو۔ اور بیوی تو خوب ہی جانتی ہے، وہ تو بہت گہرائی سے آپ کو سمجھتی ہے اچھی طرح کہ یہ کس کردار کا انسان ہے۔

بدکرداری اور بداخلاقی کی نحوست :

ایک آدمی ہے بڑا اچھا، اُٹھنے بیٹھنے میں ملنے ملانے میں بڑا اچھا ہے، میں جانتا ہوں اُس کو، قریبی لوگوں میں ہیں ہمارے۔ اُس کی ہم تعریف کرتے ہیں۔ اُس کی بیوی اپنی خاص سہیلیوں سے کہتی ہے کہ جب لوگ اُس کی تعریف کرتے ہیں تو میرا دل جلتا ہے کہ میں جانتی ہوں کہ یہ کیا ہے؟ بظاہر ڈاڑھی ہے، اچھے کام کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے عزت سے ملتا ہے، اچھا اُٹھنا بیٹھنا ہے مجلس میں، لیکن وہ کہتی ہے کہ میرا دِل جلتا ہے مجھ سے پوچھو کہ یہ شریف ہے کہ نہیں، اچھا ہے یا نہیں، میں جانتی ہوں۔ جو بالکل اَندر تک رہنے والی اِس کے ساتھ بیوی ہوتی ہے۔ شوہر بیوی سے خوب واقف ہوتا ہے بیوی شوہر سے خوب واقف ہوتی ہے۔ یہ اُس جگہ ایک امتحان تھا گویا کہ جب آپ قریبی رشتہ داروں کو بلائیں گے تو یقیناً آپ کی بات پر لبیک کہیں گے تو پھر اس سے لوگ متأثر ہوں گے کہ جب قریبی لوگ اِن پر جان نثار کر رہے ہیں تو پھر یہ ضرور اچھا انسان ہے۔ چنانچہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے اندر نبی علیہ السلام کو بچاتے ہوئے جو آدمی سب سے پہلے قتل ہوگیا آپ کے دفاع میں وہ آپ کا سوتیلا بیٹا تھا۔ (ان کا نام حارث بن ابی ہالہ ؓ تھا....... الاصابہ ص ۳۰۶ ج ۱)

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر سے جو اولاد تھی وہ آپ کے دفاع میں شہید ہوگیا سوتیلا بیٹا۔ سوتیلے کا تو معنی بہت برا ہوتا ہے۔ سوتیلا باپ ایک زہر آلود نام ہے تو بیوی آپ کی جان نثار تھی تب ہی سوتیلا بیٹا بھی آپ پر جان نثار رہا۔ بیوی آپ سے متأثر تھیں، گہرائی تک جانتی تھیں کہ یہ کیسے شخص ہیں، کس کردار کے انسان ہیں تو وہ بھی متأثر ہوگئے، اتنے متأثر ہوئے اتنے متأثر ہوئے کہ مسجد حرام کے اندر اپنا خون نبی علیہ السلام کے بچاؤ اور دفاع میں بہا دیا۔ سگا بیٹا تو گندے سے گندے باپ پر بھی قربان ہو جاتا ہے۔

بدمعاش باپ پر بھی بیٹا قربان ہوجائے گا بچانے کے لیے آئے گا کہ یہ میرا باپ ہے اچھا ہے یا برا۔ میرا باپ ہے بس۔ یہ جذبہ ہے قدرتی اِس کی اچھی بات پر اِس کو خوشی ہوتی ہے تکلیف سے اُسے تکلیف ہوتی ہے، زیادہ اس لیے ہورہی ہے کہ یہ اس کا رشتہ بڑا گہرا ہے۔ لیکن سوتیلے باپ اور بیٹے سے بَری ہونا بڑا آسان ہوتا ہے۔ لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جان نثار بیوی تھیں آپ ﷺ کی۔ چالیس سال کی بڑھیا تھیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پچیس سال کے نوجوان تھے۔ شادی کی اِن سے اور لمبا عرصہ اِن کے ساتھ گزارا اس عرصہ میں کوئی اور بیوی نہیں تھی آپ ﷺ کی۔ اور اُنہوں نے ہی پیش کش کی تھی کہ میں چاہتی ہوں کہ آپ سے نکاح ہوجائے۔ اِس دعوت دینے سے پہلے بھی لوگ آپ کے اُٹھنے بیٹھنے، رکھ رکھاؤ، مزاج سے متاثر ہوچکے تھے۔ قریبی اور دُور کا ہر شخص آپ پر فریفتہ تھا۔ چچا وغیرہ کی آنکھوں کے تارے تھے۔ سب محبت اور پیار کرتے تھے۔ دعوت دیتے ہی کچھ لوگ اُن ہی میں سے جانی دُشمن بن گئے اور کچھ نے جان قربان کردی۔ تو دعوت دینے کے بعد یہ رویہ اگر کسی کا ہوا تو اُس کا اپنی سوچ کی وجہ سے ہوا نبی علیہ السلام کے کردار کا اِس میں دخل نہیں ہے۔ اگر کوئی مخالف ہورہا ہے وہ اپنی ناجائز خواہشات کی وجہ سے مخالف ہورہا ہے ورنہ یہ تو دوست تھا، متاثر تھا۔

اس لیے کہ نبی علیہ السلام نے کوئی گالی تو نہیں دی تھی، کسی عہدے کا مطالبہ تو نہیں آپ نے کیا تھا کہ سردار میں بن جاؤں گا تم نہ بنو۔ تم ہی سردار رہو لیکن یہ کلمہ پڑھ لو بس لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اِس کی دعوت دی۔ لیکن اُنہوں نے باپ دادوں کے دین کو چھوڑنا پسند نہیں کیا اور مخالف ہوگئے، دُشمن بن گئے آپ کے۔ تو دُشمنی کی بنیاد جو تھی انتہائی کچی اور بودی تھی اُس کی وجہ سے نبی علیہ السلام کی ذات پر کوئی میل نہیں آتا۔ بلکہ اِن کی جتنی دشمنی بڑھتی گئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں اُتنا نکھار آتا چلا گیا۔ اُدھر سے تکلیفیں مل رہی تھیں اِدھر سے آپ اپنے راستے سے ہٹ نہیں رہے تھے، قائم تھے، جمے ہوئے تھے، مضبوط تھے، تو یہ چیز متاثر کررہی تھی لوگوں کو کہ دین پر جمے ہوئے ہیں۔ غلط ہوتے تو ہٹ جاتے، کون مصیبت میں پڑتا ہے، کون اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالتا ہے اپنے بچوں کو مصیبت میں ڈالتا ہے اپنے علاقے سے نکلتا ہے، اپنا گھر بار کون چھوڑتا ہے۔ کوئی بھی نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی اور نبیوں نے بھی یہی کہا کہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اِس کام کا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ میرا بدلہ اللہ ہی

دے گا آپ لوگوں سے ہمارا کوئی مطالبہ نہیں۔

آپ انبیاء کے نائب ہیں مگر اِس پر فخر نہیں کرنا :

تو آپ حضرات جو ہیں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمائندے بن رہے ہیں۔ آپ یہاں دین سیکھنے آئے سارا سال دین سیکھتے رہے پھر یہ چھٹیوں کا موسم آ گیا شعبان و رمضان کا، دل چاہتا ہے کہ تفریح کریں بہت سے طلباء ایسے بھی ہیں تفریح کے لیے نکل گئے سیر کے لیے نکل گئے، مگر آپ نے پڑھنے ہی کو ترجیح دی اور آپ لمبا سفر کر کے گھر کا آرام چھوڑ کر رشتہ داروں کو چھوڑ کر یہاں آ گئے۔ پورے ملک میں کوئی کہیں دَورہ کر رہا ہے، کوئی کورس کر رہا ہے، بہت ساری تعداد ہے طلباء کی۔ آپ بہت خوش نصیب ہیں اور اِس پر شکر ادا کریں کہ اللہ نے آپ کو یہ توفیق عطاء فرمائی، اِس پر فخر نہ کریں اِس کو اپنا کمال نہ سمجھیں، ہمارا یہ کمال نہیں ہے یہ تو اللہ کا کمال ہے جس نے یہ توفیق دی۔ ہم تو نالائق ہیں سارے، ہر شخص نالائق ہے۔

اللہ کی حمد کی وجہ :

اِس لیے کہ اگر ہم لائق ہوں اور پھر کوئی کام کریں تو پھر اللہ کی حمد کس بات پر ہوئی وہ تو بیکار ہوئی۔ اللہ کی حمد کی ضرورت نہیں پھر تو میں اپنی حمد کروں اور آپ اپنی حمد کریں۔ حمد تو ساری اللہ کے لیے ہے **الحمد للّٰہ رب العالمین** ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ کسی قسم کی تعریف اگر کسی کے لیے ہے تو وہ اللہ کے واسطے سے تو ہے براہ راست نہیں ہے۔ حتی کہ نبی علیہ السلام کی جو تعریف ہے وہ اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہے اُن کو۔ نبیوں کے بارے میں بھی آتا ہے ہم نے تمہیں منتخب کر لیا ہم نے تمہیں چن لیا، بس چن لیا نواز دیا۔ اگر پہلے سے یہ عقل ہوتی نبی میں تو پھر یہ تو نبی کا کمال ہوتا۔ پھر وہ نوازش نہ ہوتی وہ عنایت نہ ہوتی اِنتخاب نہ ہوتا، یہ تو اُس کا کمال ہے۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے سب کا۔ تمام خوبیاں تمام کمالات کس کے لیے ہیں؟ صرف اللہ کے لیے ہیں۔ جس کو چاہوں میں منتخب کروں جس کو چاہوں میں چن لوں یہ اللہ کہتا ہے۔ تو اُن ہی میں سے چن لیا، جب تک نبوت نہیں ملی اُس معاشرے میں نبی جیسے ذہین بھی ہوتے ہوں گے دانا بھی ہوتے ہوں گے، زِیرک بھی ہوتے ہوں گے، اُن کو چھوڑ کر اللہ نے صرف انہیں نبی بنا لیا۔ تو اگر لائق ہوتے ہم اور نالائق نہ ہوتے تو پھر اللہ کی حمد ہم کس بات پر کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی لائق نہیں ہے ہم میں سے ہر شخص نالائق ہے وہ تو اُس نے نواز دیا۔

ہم کیا ہیں ؟

آپ کو معلوم ہے کہ ہم ہیں کیا؟ اِس پر کبھی غور کریں آپ کہ میری اور آپ کی یا ہم سب کی حیثیت کیا ہے؟ آپ نے سنا ہوگا کہ بعض چیزیں ایسی ہیں بعض ایسی مخلوق اللہ کی ہے کہ جسے خورد بین سے دیکھنا پڑتا ہے، اور ایسی خورد بین سے دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ اُس چیز کو کوئی لاکھ گنا بڑا کر کر دکھا دیتی ہے، بلکہ بعض ایسی خورد بین ہوتی ہیں جو اُس چیز کو کوئی کروڑ گنا بڑا کر کر اُن کو دکھاتی ہیں تب وہ چیز نظر آتی ہے ورنہ وہ نظر ہی نہیں آتی۔ اس کا مطلب ہے کہ خورد بین نہ ہو ہم سمجھیں گے کہ ہے ہی نہیں، معدوم ہیں۔ یہ ہمارے پیروں کے نیچے بھی آ رہی ہو گی اُوپر بھی ہوگی یہاں بھی ہوگی اِدھر بھی ہوگی۔ اب ایسے ذرے کو کوئی حیثیت آپ دیتے ہیں کوئی قدر و قیمت ہے بتلایئے؟ کوئی قدر نہیں۔

اب میں آپ کو بتلاؤں کہ یہ جو ہمارا نظامِ شمسی ہے، سورج اور چانداس میں ہیں۔ ایک کہکشاں ہوتی ہے وہ اِس سے بھی بڑی ہوتی ہے۔ اُن کہکشاؤں میں نظام شمسی جیسے کروڑوں نظام ہوتے ہیں۔ کرہ ارض کو دیکھیں کتنا بڑا ہے کہ صرف پاکستان کا ہی چکر لگانا پڑ جائے تو صحراء دیکھ کر چکرا جاتے ہیں، بلوچستان کو دیکھیں جا کر سب سے بڑا صوبہ ہے پاکستان کا رقبہ کے اعتبار سے، طے ہی نہیں ہوگا تھک جائیں گے سفر کرتے کرتے، پھر پاکستان اُس سے بھی بڑا ہے۔ اور ملک لے لیں ہندوستان تو یہ اور بھی بڑا ہے۔ تو اتنا بڑا ہے یہ کرۂ ارض، اس کرۂ ارض پر میری اور آپ کی کیا حیثیت ہے۔ فرض کریں کرۂ ارض پر سب ختم ہو جائیں صرف ایک آدمی میں یا آپ میں سے کوئی ایک رہ جائے تو نظر ہی نہیں آئے گا بالکل پتا ہی نہیں چلے گا یہ ہے یا نہیں، تصویر بھی لے لیں اُوپر سے تب بھی نظر ہی نہیں آئے گا کہ یہ ہے یا نہیں۔ اَب یہ کرۂ ارض جس کو ہم اتنا بڑا سمجھتے ہیں نظام شمسی میں جس میں سورج اور سورج کے گرد جو دس گیارہ بارہ ستارے گھوم رہے ہیں اُن میں اس کرۂ ارض کا پتا نہیں چلتا۔ پھر کہکشاں جو ہے اُس کہکشاں کے اندر اِس پورے نظام شمسی کا پتا نہیں چلتا۔ سائنس دان جب کیمرے سے تصویر لیتے ہیں کہکشاں کی جس کو گلیکسی کہیں گے آپ، گلیکسی کی تصویر لیتے ہیں تو اُس میں پورا نظام شمسی نظر نہیں آتا گم ہو جاتا ہے، کتابوں میں بتلاتے ہیں کہ اِس جگہ میں کہیں ہے پتا نہیں چل رہا۔ تو گویا اِس پورے نظام شمسی کو اُس میں دیکھنے کے لیے آپ کو خورد بین کی ضرورت پڑے گی جو اِس کو بڑا کر کر دکھائے تو نظام شمسی نظر آئے گا اب آپ بتایئے کہ اس نظام شمسی میں جو پورا خورد بین سے نظر آئے گا اُس میں ہماری اور

آپ کی حیثیت کیا ہے۔ ہم کہاں نظر آئیں گے کہیں بھی نظر نہیں آئیں گے۔ یہ جو پھلوں میں کیڑے ہیں سبزیوں میں کیڑے ہیں اور باریک کیڑے ہیں، جراثیم جسے کہتے ہیں جو خوردبین سے نظر آتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ میں اور آپ بھی جراثیم ہی کی مانند ہیں کیونکہ جس زمین پر میں اور آپ رہ رہے ہیں وہ زمین بھی جراثیم کی مانند چھوٹی سی ہے وہ بھی نظر نہیں آتی۔ وہ سولر سسٹم نظر نہیں آتا۔ پھر ایک اور بڑی سی تصویر اُنہوں نے کھینچی کہکشاؤں کی جس میں کئی کہکشائیں آتی ہیں تو وہاں ہماری کہکشاں نظر نہیں آتی۔

تو معلوم ہوا کہ ہمارا اور آپ کا وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ اتنی بے قدری چیز ہے میرا اور آپ کا وجود، اتنی حقیر چیز ہے لیکن اِس حقیر چیز کو اللہ نے نوازا تو اتنا بڑا کر دیا کہ سارے عالم میں اِس کو فضیلت دے دی۔ اگر یہ عمل کرے اور اللہ اور رسول کے راستے پر چلے تو فرمایا کہ تم سے بہتر کوئی نہیں حتی کہ فرشتہ بھی تم سے بہتر نہیں۔ عام فرشتے ہمارے عام لوگوں سے کم درجے کے ہو جائیں گے جو اعلیٰ فرشتے ہیں وہ نبیوں سے کم درجے کے ہو جائیں گے۔ خواص ملائکہ خواص انسانوں سے نیچے ہو جائیں گے۔ عوام ملائکہ عوام انسانوں سے کم درجے کے ہو جائیں گے اگر دین پر چلیں۔ یہ ہے اللہ کی رحمت کہ ہم جیسی بالکل بے قدری چیز جس کو ڈھونڈھا جائے تو ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی۔ یہ تو ایک شعور اور ادراک اللہ نے ڈال دیا آپ کے اندر آپ کے وجود کا، میرے اندر میرے وجود کا، تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا وجود ہے اور ہم کچھ ہیں اور پھر ہم ایک دوسرے کو محسوس کر رہے ہیں، ورنہ تو جو حیثیت ہے ہماری وہ تو بہت معمولی ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ تو اللہ کی ذات کتنی لامحدود ہوگی کتنی عنایتیں ہیں اور کتنی نوازشیں ہیں۔ تو ایسی بے قدری چیز ہمارا وجود اتنا چھوٹا ہے اتنا چھوٹا ہے کہ اگر آپ کے ہاتھ میں بہت باریک چیز دی جائے اور اُس کو بنانا پڑے تو بنا سکتے ہیں؟ نہیں بنا سکتے۔ ایک رسے کو گرہ دینے کے لیے کہیں تو رسے کو گرہ دے دیں گے لیکن اگر اِتنا سا دھاگہ آپ کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو آپ گرہ نہیں دے سکیں گے۔ ہم تو اتنے معمولی اور اتنا چھوٹا وجود ہے کہ ہمارا لباس کس طرح سیا گیا کیونکہ یہ تو بہت چھوٹا ہے ہمارا وجود چھوٹا ہے لیکن اللہ نے قدرت دے دی تو اس لباس کو سی سکتے ہیں اللہ نے قدرت دے دی ماہرین کو کہ اس آدمی کی عینک بنا سکتے ہیں، اِس کی ٹوپی بنا سکتے ہیں، تو عینک اور ٹوپی بن رہی ہے ورنہ ہماری عینک اور ٹوپی بھی نہیں بن سکتی تھی چونکہ یہ تو بہت چھوٹی چیز ہے، آ ہی نہیں سکتی ہاتھ میں، آئے تو بنائیں گے، ہاتھ میں ہی نہیں آ رہی ایک چیز تو کیسے بنائیں گے آپ۔ (باقی صفحہ ۵۷)

سلسلہ نمبر۲۵ قسط : ۳

''الحامد ٹرسٹ''نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(ادارہ)

واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص

ابوحنیفہ دینوری نے ایک واقعہ لکھا ہے :

جب اہل شام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اعانت کرنے اور ساتھ دینے کا فیصلہ کرلیا تو ابومسلم خولانی ان کے پاس عابدوں اور زاہدوں کے ایک گروہ کی معیت میں آئے۔خود اِن کا اپنا شمار بھی شام کے عبادت شعار افراد میں ہوتا تھا۔اُنہوں نے آکر کہا اے معاویہ رضی اللہ عنہ ہم نے سُنا ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں مگر آپ اُن کے مدمقابل کیونکر بن بیٹھے ہیں۔آپ کو اُن جیسی کون سی سبقتیں حاصل ہیں۔معاویہ رضی اللہ عنہ بولے میں یہ دعوے کب کر رہا ہوں کہ فضل و شرف کی رُو سے میں علی رضی اللہ عنہ کا ہم پایہ ہوں۔مگر کیا آپ نہیں جانتے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بے گناہ قتل کر دیا گیا ہے'' اُنہوں نے کہا ہاں۔کہا تو پھر علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے سپرد کر دیں خلافت ہم اُن کے سپرد کر دیں گے۔

ابومسلم نے کہا'' آپ یہ بات علی رضی اللہ عنہ کے نام تحریر کر دیں میں خود آپ کا خط لے کر جاؤں گا۔''معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط لکھا :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(معاویہ بن ابی سُفیان کی طرف سے علی بن ابی طالب کے نام)

سَلَامٌ عَلَیْکُمْ. میں تمہیں اُس خدا کا واسطہ دیتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ امابعد! خلیفہ عثمانؓ آپ کے جوار میں قتل ہوئے۔ یوں کہ آپ اُن کے گھر میں بپا ہونے والے واویلا اور فریاد کو سُن رہے تھے مگر آپ نے اُن کی مدافعت نہ قولاً کی نہ فعلاً۔ خدا کی قسم اگر آپ صدقِ دل سے اُن کے معاملے میں دلچسپی لیتے اور لوگوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر باز رکھتے تو ہمارے نزدیک آپ کا ہمسر کوئی نہ تھا اور دوسری چیز جو آپ سے بدگمان کرتی ہے یہ ہے کہ آپ نے قاتلینِ عثمان ؓ کو اپنی پناہ میں لے رکھا ہے۔ وہی لوگ آپ کے دست و بازو ہیں وہی لوگ آپ کے مددگار اور رازدار ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ عثمانؓ کے خون سے بری ہونے کے مدعی ہیں۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے تو قاتلینِ عثمان ؓ کو ہمارے سپرد کردیں ہم قتلِ عثمانؓ کے بدلے میں اُن کو قتل کردیں گے اور فوراً آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے۔ اگر یہ نہیں ہوسکتا تو پھر آپ اور آپ کے ساتھی یہاں تلوار کے سوا اور کسی شے کی توقع نہ رکھیں۔ قسم ہے اُس خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ہم قاتلینِ عثمان ؓ کو خشکی میں بھی ڈھونڈیں گے اور تری میں بھی تا آنکہ انہیں ہلاک کردیں یا یہ کہ خود ہماری رُوحیں اللہ میاں کے پاس جاپہنچیں۔

والسلام

ابومسلمؒ معاویہ ؓ کا خط لیکر کوفہ میں پہنچے، حضرت علی ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خط پیش کردیا جب وہ خط پڑھ چکے تو ابومسلمؒ نے اِن سے کہا ''اے ابوالحسن آپ نے ایک ذمہ داری سنبھالی ہے آپ اس کے مستحق بھی ہیں۔ خدا کی قسم ہم نہیں چاہتے کہ وہ کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہو بشرطیکہ آپ اپنی طرف سے اس کا حق ادا کردیں۔ کوئی شک نہیں عثمان ؓ کو بے گناہ قتل کیا گیا ہے۔ لہٰذا آپ ان کے قاتل ہمارے سپرد کردیں اور ہمارے امیر بن جائیں پھر کوئی ہاتھ آپ کے مخالف کارفرما ہو تو ہمارے ہاتھ آپ کے مددگار ہوں گے ہماری زبانیں آپ کی گواہ ہوں گی۔ آپ اتمام حجت کرچکے ہوں گے آپ کا عذر مقبول ہوچکا ہوگا۔

حضرت علیؓ نے ابومسلمؒ سے کہا ''آپ کل صبح میرے پاس آئیں'' اور حکم دیا کہ انہیں نہایت عزت و احترام سے رکھا جائے۔ اَگلے روز صبح دم وہ حضرت علیؓ سے ملنے آئے۔ وہ اُس وقت مسجد میں بیٹھے تھے مگر دیکھا کہ کوئی دس ہزار سے زائد اشخاص پوری طرح مسلح ہیں اور پکار رہے ہیں ''ہم سب قاتلین عثمانؓ ہیں۔''

اِس پر ابومسلمؒ نے حضرت علیؓ سے کہا میں اِن لوگوں کو دیکھ رہا ہوں ان پر آپ کا بس نہیں چل سکتا۔ میرا خیال ہے انہیں معلوم ہوگیا ہے کہ میں آپ کے پاس کس غرض سے آیا ہوں اور وہ یہ حرکت اس لیے کررہے ہیں کہ آپ کہیں انہیں میرے حوالے نہ کردیں۔

حضرت علیؓ نے کہا میں نے اِس معاملہ کو خوب چھان پھٹک کر دیکھا ہے میری رائے میں ان کا آپ کے یا کسی اور کے سپرد کردینا معاملے کو سُلجھا نہیں سکتا۔ (الاخبار الطّوال مترجم ص ۳۰۷۔۳۰۹ مطبوعہ مرکزی اُردو بورڈ)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جب صفین پہنچے تو وہاں قُرَّاءِ عراق نے جن میں حضرت عَبِیْدَہ سلمانی، علقمۃ بن قیس، عامر بن عبد قیس اور عبداللہ بن عتبہ، ابن مسعود وغیرہم تھے، حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ وعنہم) کے پاس پہنچے۔ اُنہوں نے حضرت معاویہؓ سے دریافت کیا آپ کیا چاہتے ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا میں خون عثمانؓ کا بدلہ چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے کہا آپ اِس کا بدلہ کس سے لیں گے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا علیؓ سے۔

قراء نے کہا : کیا اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے۔

حضرت معاویہؓ : ہاں اور اُنہوں نے قاتلین عثمان کو پناہ دی ہے۔

قراء یہ باتیں کر کے حضرت علیؓ کے پاس آئے ماجرہ سنایا۔

آپ نے فرمایا کَذِبَ لَمْ اَقْتُلْهُ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ لَمْ اَقْتُلْهُ. یہ غلط کہتے ہیں میں نے انہیں نہیں قتل کیا اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے انہیں نہیں قتل کیا۔

یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس گئے یہ جواب پہنچایا۔ اُنہوں نے کہا اگر انہوں نے اپنے ہاتھ سے قتل نہیں کیا تو اُنہوں نے لوگوں کو توقتل کا حکم دیا تھا۔

یہ حضرات حضرت علیؓ کے پاس آئے اور حضرت معاویہؓ کی بات دہرائی۔

حضرت علیؓ نے جواب دیا : وَاللّٰهِ لَاقَتَلْتُ وَلَا اَمَرْتُ وَلَا مَالَیْتُ عَلٰی قَتْلِهٖ. خدا کی قسم نہ

میں نے انہیں قتل کیا ہے اور نہ میں نے قتل کا حکم دیا ہے اور نہ میں نے قتل کرنے میں قاتلین کی مدد کی ہے۔

اُنہوں نے یہ پیغام پہنچایا تو حضرت معاویہؓ نے کہا اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں قاتلین عثمانؓ سے بدلہ دلائیں، وہ اُن کے لشکر میں ہیں۔

اُنہوں نے یہ پیغام پہنچایا تو حضرت علیؓ نے جواب دیا :

تَأَوَّلَ الْقَوْمُ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنَ فِیْ فِتْنَةٍ وَوَقَعَتِ الْفُرْقَةُ لِاَجْلِهَا وَقَتَلُوْهُ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَیْسَ لِیْ عَلَیْهِمْ وَسَبِیْلٌ .

''لوگوں نے اُن کے (حضرت عثمانؓ کے) خلاف کارروائی کرنے میں قرآن پاک سے تاویل (استدلال وتوجیہ) کرلی تھی اور وہ لوگ فتنہ میں مبتلا تھے۔ ان کی قرآنی تاویل کی وجہ سے لوگوں میں افتراق وانتشار پیدا ہوگیا اور اِن لوگوں نے انہیں ان کی اپنی خلافت کے زمانہ میں شہید کیا ہے۔ میرا اُن لوگوں پر کوئی بس نہ چلتا تھا۔''

(بظاہر یہاں لَیْسَ لِیْ عَلَیْهِمْ وَسَبِیْلٌ میں سلطان کا لفظ رہ گیا ہے وَلَیْسَ لِیْ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ وَّ سَبِیْلٌ اُس وقت اُن لوگوں پر میری حکومت نہ تھی اور نہ کوئی سبیل تھی کہ میں کچھ کرسکتا۔ عبارت میں واؤ موجود ہے سلطان سے مطلب پورا ہوجاتا ہے)۔

اِنہوں نے حضرت معاویہؓ کو یہ بات پہنچائی تو اُنہوں نے جواب دیا :

اِنْ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی مَایَقُوْلُ فَمَالَهٗ اَنْفَذَ الْاَمْرَ دُوْنَنَا مِنْ غَیْرِ مَشْوَرَةٍ مِّنَّا وَمِمَّنْ هٰهُنَا.

''اگر یہی بات ہے جیسے کہ وہ کہتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اُنہوں نے ہمارے بغیر خلافت طے کرلی، نہ ہم سے مشورہ لیا نہ اُن لوگوں (عوام یا خواص) سے جو یہاں ہیں''۔

یہ جواب لے کر حضرت علیؓ کے پاس آئے اُنہوں نے جواب دیا کہ سب لوگ مہاجرین اور انصار کے تابع چلے آرہے ہیں۔ یہی حضرات لوگوں کے لیے ولایت وحکومت کے اور اُن کے دینی معاملات کے گواہ چلے آرہے ہیں۔ یہی لوگ مجھے خلیفہ بنانے پر راضی ہوئے اور اُنہوں نے مجھ سے بیعت کی رَضُوْا وَبَایَعُوْنِیْ. اور میں یہ جائز نہیں سمجھتا کہ معاویہؓ جیسے شخص کو (یہ اختیار دے کر) چھوڑ دوں تاکہ وہ اُمت پر حکم

چلائیں اور اتفاق (جو چلا آرہا تھا) توڑ دیں۔

یہ لوگ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے۔ اُنہوں نے جواب دیا : یہاں بھی مہاجرین اور انصار رہتے ہیں، انہیں کیوں اِس معاملہ میں داخل نہیں کیا گیا (ان سے مشورہ کیوں نہیں لیا گیا؟)

اِن حضرات نے حضرت معاویہؓ کا جواب پہنچایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

اِنَّمَا ھٰذَا لِلْبُدْرِ یِیْنَ دُوْنَ غَیْرِھِمْ وَلَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ بَدْرِیٌّ اِلَّا وَھُوَ مَعِیْ وَقَدْ بَایَعَنِیْ وَقَدْ رَضِیَ فَلَایَغُرَّنَّکُمْ مِّنْ دِیْنِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ.

(البدایہ والنہایہ ج۷ ص ۲۵۸)

''یہ اختیار اہل بدر کو ہے نہ کہ دوسروں کو اور رُوئے زمین پر کوئی بدری ایسا نہیں ہے جو میرے ساتھ نہ ہو۔ ہر بدری نے مجھ سے بیعت کی ہے اور وہ اِس بیعت پر خوش ہے تو یہ اندازِ فکر (چھوڑو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ) تمہیں اپنے دین اور جان کے معاملہ میں دھوکہ میں رکھے''۔

عَبِیدہ سلمانی شریح قاضی سے بڑے عالم تھے اور حضرت علقمہ کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **لَیْسَ بِدُوْنِ ابْنِ عُمَرَ فِی الْفِقْہِ** یعنی علم فقہ میں حضرت ابن عمر سے کم پلہ نہیں ہیں اگرچہ صحابی نہیں ہیں۔ (مسند ابی حنیفہ ص ۵۰)

اِن کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا **مَااَقْرَءُ شَیْئًا وَلَااَعْلَمُہٗ اِلَّا عَلْقَمَۃُ یَقْرَأُہٗ وَیَعْلَمُہٗ** میں جو کچھ جانتا یا پڑھتا ہوں علقمہ وہ سب جانتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۷۸) قاری کا مطلب اُس زمانہ میں یہ تھا کہ اتنا باکمال عالم ہو کہ قاری بھی ہو۔

اِن حضرات نے طے کیا کہ ہر ایک کی ایک ایک بات کے لیے پھیرے کر کے بات پہنچا کر سوال و جواب کی ایسے طریقہ پر تکمیل کریں کہ طرفین کی تشفی ہو جائے ورنہ ہر ایک اِن میں خود بہت بڑا عالم تھا، خود بھی سوال و جواب کر سکتا تھا۔

میں اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دقت نظر کتنی زیادہ تھی۔ اُنہوں نے حقیقی وجہ بتلائی کہ اِن لوگوں کے نظریات دوسرے ہیں، یہ قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں اور گڑبڑ فتنہ کے وقت یہ باتیں کرتے تھے تو اور لوگ بھی ان کے استدلال کی وجہ سے ان کے ساتھ ہو جاتے تھے، ایسی

مُتَأَوِّلین کی جماعت کی یہ بات کوئی اور اُس وقت تک نہیں سمجھا تھا اور کچھ ہی عرصہ بعد یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ خوارج کا گروہ وجود میں آ گیا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفیر کھل کر کرنے لگے۔ ان کے عقائد کتب کلام میں آج بھی پڑھائے جاتے ہیں کہ وہ مرتکب کبیرہ (کبیرہ گناہ کرنے والے کو) کافر جانتے تھے۔

پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین میں لڑائی بند کرنے اور تحکیم یعنی حَکَموں کے (ثالثی) فیصلہ پر رضامندی ظاہری فرمائی تو ان لوگوں نے ان کی بھی تکفیر شروع کردی۔ حضرت عثمانؓ کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ وہ اپنے دورِ خلافت کے آخری چھ سال میں معاذ اللہ کافر رہے ہیں اور تحکیم (ثالثی فیصلہ) ماننے کے بعد حضرت علیؓ کو بھی کافر کہنے لگے اور جو انہیں کافر نہ جانے اُسے بھی کافر کہتے تھے اور قتل کردیتے تھے۔ مگر یہ سب باتیں بعد میں ہوئیں۔ حضرت علیؓ اُن کا یہ ذہن پہلے ہی سمجھ چکے تھے کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے مدینہ میں یہ لوگ ایسی آیات پڑھتے رہے تھے۔ اُن کی تہہ تک دوسرے صحابہ کرام کے ذہن نہیں پہنچتے تھے، ہمیں معتبر روایت سے مثلاً یہ واقعہ ملا ہے۔

یَزِیْدُ بْنُ هَارُوْنَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ الخ امام محمد بن سیرینؒ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے قصر سے جھانک کر فرمایا۔ کسی آدمی کو لاؤ میں اس سے قرآن پاک کی تلاوت کراؤں۔ یہ صعصعۃ بن صوحان کو لائے یہ نوجوان تھا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اِس نوعمر کے سوا کوئی اور نہیں ملا۔ صعصعہ نے کچھ بات کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پڑھو، اس نے تلاوت شروع کی۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ ؀ (سورہ حج آیت نمبر ۳۹)

''حکم ہوا اُن لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کے اُن پر ظلم ہوا اور اللہ اُن کی مدد کرنے پر قادر ہے''۔

آپ نے اِرشاد فرمایا یہ آیت تیرے یا تیرے ساتھیوں کے لیے نہیں ہے، یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے۔ پھر آپ نے خود اِن آیات کی تلاوت فرمائی **وَاِلَی اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ** تک تلاوت فرمائی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۹۸۸) یہ لوگ اپنے آپ کو مظلوم اور حضرت عثمانؓ کو ظالم کہہ رہے تھے۔ (جاری ہے)

رحلتِ اسعد میاںؒ پر سارا عالم اشکبار

بروفات حسرت آیات امیر الہند فدائے ملت جانشین شیخ الاسلام
حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی ؒ صدر جمعیت علمائے ہند
متوفّٰی : ۷؍محرم الحرام ۱۴۲۷ھ دوشنبہ بمطابق ۶؍فروری ۲۰۰۶ء شام ۶ بجے
کاوشِ فکر و قلم : محمد قاسم لوہاروی، مدرس جامعہ مظاہر العلوم وقف سہارنپور، انڈیا

رحلتِ اسعد میاںؒ پر سارا عالم اشکبار
آسماں پُرنم ہے ذرے رو رہے ہیں زار زار

شامِ دوشنبہ بوقت چھ بجے آئی خبر
سوئے عقبٰی ہوگیا دُنیا سے حضرتؒ کا سفر

تھی محرم سات اور چودہ سو ستائیس سَن
چُھپ گیا روشنی پھیلا کے وہ بدرِ زَمَن

آہ ساقی ہوگیا میخانہ ویراں تیرے بعد
کس کو ڈھونڈیں گے یہ انساں غم کے مارے تیرے بعد

کس کے دَر پر جائے گا سیلابِ انساں تیرے بعد
مدتوں روتے رہیں گے اہلِ ایماں تیرے بعد

علم کا کوہِ گراں اور زہد و تقوٰی لاجواب
چہرۂ انور تھا گویا بدرِ کامل ماہتاب

قوم و ملت کا مجاہد جیسے شمعِ آفتاب
کر گیا شیریں بیاں سے ساری اُمت فیضیاب

حضرتِ مدنی حسین احمدؒ کی تھی وہ یادگار
مچھلیاں پانی میں ، آہو دشت میں ہیں سوگوار
آلِ پیغمبر سے تھا اور انتہائی خاکسار
صدقۂ نعلینِ مدنی سے ہوا تھا تاجدار
جنت الفردوس میں یارب رہے اُن کا قیام
ساتھ میں اصحابِ صفّہ کے رہے اُن کا طعام
یہ بتا قاؔسم کہ اب ہے کون سالارِ اَنام
حضرتِ اَرشد ہیں اب دیوبند میں سب کے امام

سوانحی خاکہ حضرت مولانا سید اَرشد مدنی زید مجدہم

صدر جمعیت علمائے ہند

﴿ از : مولانا سید اسجد مدنی ۔ مدنی منزل دیوبند، انڈیا ﴾

پیدائش : ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۹۴۱ء

آغازِ تعلیم : ۱۹۴۶ء

اُستاذِ اوّل : جناب مولانا قاری اصغر علی صاحب معتمد و خلیفۂ اجل شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہٗ ۔ ۸ سال کی عمر میں قرآنِ کریم کا حفظ مکمل کیا اور پہلی محراب بانسکنڈی آسام میں حضرت شیخ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کو سُنایا۔

عربی تعلیم کا آغاز :

اُس وقت دارُالعلوم دیوبند کے قانون کے مطابق ۵ سال فارسی کے نصاب کی تکمیل کے بعد ۱۹۵۵ء سے عربی تعلیم کا آغاز کیا۔ دارُالعلوم دیوبند میں ۱۹۵۹ء میں داخلہ لیا۔ خاندان کے مربی، برادرِ کبیر فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا وحید الزمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی سے دیوبند حضرت مولانا سید اَرشد مدنی کی عربی تعلیم و تمرین ہی کے لیے بلایا تھا اور مولانا وحید الزمان صاحبؒ نے کم و بیش تین سال اِنہیں عربی زبان واَدب کی مشق کرائی۔ اِس کے بعد شیخ عبدالوہاب مصری، محمود عبدالوہاب مصری رحمہما اللہ، مبعوث حکومتِ مصر سے بھی دو سال عربی زبان واَدب کی تحصیل، ساتھ ہی مروجہ نصابِ تعلیم کے مطابق دیگر حضراتِ اساتذہ دارُالعلوم دیوبند سے علوم وفنون کی تحصیل کرتے رہے تا آنکہ ۱۹۶۳ء میں دورۂ حدیث کی تکمیل کر کے سندِ فراغت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں فخر المحدثین حضرت مولانا سید فخر الدین مراد آبادیؒ، حضرت شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علیؒ، حضرت شیخ المعقول علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ، حضرت مولانا جلیل احمد کیرانویؒ خادمِ خاص حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا اختر حسین دیوبندیؒ قابل ذکر ہیں۔

بیعت و سلوک :

تعلیم و تحصیل سے فراغت کے بعد سلوک کی راہ گزر میں قدم رکھا اور برادرِ محترم فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنی قدس سرہ‘ کے ہاتھ بیعت ہو کر اُن کی ہدایات و رہنمائی میں اس راہ کی منزلیں طے کیں۔ چونکہ والد محترم حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ‘ نے بچپن میں اُن کی تربیت اِسی انداز سے کی تھی اِس لیے بہت جلد اِس کے اثرات ہوئے۔ قلیل عرصہ میں اجازتِ بیعت اور خلافت سے ہمکنار ہوگئے۔ تصوف و اِحسان میں مزید جلا پیدا کرنے کے لیے والدِ گرامی شیخ الاسلامؒ اور برادرِ محترمؒ کے طریقہ کے مطابق چودہ ماہ تک مدینہ منورہ میں رہے اور بڑی پابندی سے زیادہ وقت حرمِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں گزار کر آنحضرت ﷺ کی رُوحانیت سے اِستفادہ کرتے رہے۔

سلسلۂ تدریس :

۱۹۶۵ء سے بہار کے مرکزی اِدارہ ''جامعہ قاسمیہ گیا'' میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔

۱۹۶۹ء میں حضرت مولانا سید فخر الدین صاحبؒ شیخ الحدیث دارُالعلوم دیوبند صدر جمعیۃ علماء ہند کے حکم پر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کے منصبِ تدریس پر فائز ہوئے۔

۱۹۷۱ء میں اَرکانِ شوریٰ مدرسہ شاہی مراد آباد نے مولانا موصوف کی تعلیمی و اِنتظامی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے مجلسِ تعلیمی کا کنوینر اور ۱۹۷۲ء میں نائب ناظمِ تعلیمات بنایا جبکہ ناظمِ تعلیمات خود حضرت مولانا فخر الدین صاحبؒ تھے۔

۱۹۸۲ء میں اَرکانِ شوریٰ کی دعوت پر دارُالعلوم دیوبند کی مسندِ تدریس پر رونق اَفراز ہوئے اور تقریباً ۲۵ سال سے حدیث شریف کا دَرس دے رہے ہیں۔

۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۰ء تک دارُالعلوم دیوبند کے نائب ناظمِ تعلیمات رہے اور ۱۹۹۶ء سے تا حال دارُالعلوم کے ناظمِ تعلیمات ہیں۔ اِس دَورِ نظامتِ تعلیمات میں دارُالعلوم دیوبند کے شعبۂ حفظ و تجوید اور اِبتدائی عربی درجات تا درجہ چہارم کو اپنی انتھک سعی و کوشش سے مثالی بنا دیا۔

جولائی ۱۹۸۴ء میں جمعیۃ علماء ہند کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر نامزد ہوئے اور تا حال ممبر ہیں۔

تصنیف و تحقیق :

حضرت شیخ الاسلامؒ کے علمی ورثہ کی حفاظت کرتے ہوئے قرآنِ کریم کی پہلی ہندی تفسیر کا ایک ہندی داں کے تعاون سے ۱۹۸۰ء میں آغاز کیا اور دوجلدوں میں ۱۹۹۱ء میں مکمل فرمایا۔

۲۲۷ صفحات پر مشتمل دوجلدوں میں " **تفصیل عقد الفرائد فی تکمیل قید الشرائد معروف بشرح منظومه ابنِ وهبان** '' کے مخطوطہ کو اپنی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع کیا۔

مشہور محقق عالم حافظ بدرالدین عینیؒ کی بے مثال تصنیف " **نخب الافکار فی تنقیح مبانی الاخبار فی شرح شرح معانی الآثار** '' کے مخطوطہ کو مصر کے کتب خانہ سے حاصل کر کے اپنی تحقیق و تعلیق کے ساتھ شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا جس کی اَب تک آٹھ جلدیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ توقع ہے کہ ۱۲، ۱۳ جلدوں تک کام پہنچے گا، انشاء اللہ۔

''نقشِ حیات'' جو حضرت شیخ الاسلامؒ کی خودنوشت سوانح حیات ہے اَب تک اُردو زبان میں ہے، اِس کو عربی زبان میں منتقل کرنے کا شرف حضرت مولانا سید اَرشد مدنی کو پہلی مرتبہ حاصل ہورہا ہے۔

اَشاعتِ علم اور رفاہی خدمات :

مدنی چیریٹیبل ٹرسٹ ۱۹۹۷ء میں قائم فرمایا۔

اِس ٹرسٹ کے تحت سب سے پہلے دینی ماحول میں عصری تعلیم کا انتظام کیا اور دیوبند میں ''مولانا مدنی میموریل انگلش میڈیم سکول'' کے نام سے سکول قائم کیا۔

اِسی ٹرسٹ کے تحت مدارس و مکاتب کا قیام عمل میں آیا۔ بالخصوص ہریانہ، پنجاب، ہماچل پردیش کے اِرتدادزدہ علاقوں میں دارُالاقامہ، مدارس اور مکاتبِ دینیہ کا قیام، آئی۔ٹی۔آئی اور دیوبند میں ہسپتال کا قیام اور غریب و پسماندہ علاقوں میں تعمیر مساجد اور دیگر رفاہی اُمور انجام پارہے ہیں۔ ہندوستان اور دُنیا کے جن مختلف ملکوں میں مسلمان آباد ہیں وہاں اُن کی دعوت پر اُن کے علمی مجالس، سیمیناروں اور دینی جلسوں کی غرض سے اَسفار پیش آتے رہتے ہیں۔ اِن میں خصوصیت کے ساتھ بنگلہ دیش، پاکستان، متحدہ عرب اَمارات، مصر، ملاوی، زامبیا، ساؤتھ افریقہ، موریشیش ری یونین، برطانیہ اور سعودی عرب وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

ہندوستان کے مختلف مدارس عربیہ و تنظیموں کے سرپرست اور صدر ہیں۔

حضرت فدائے ملت رحمہ اللہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی وفات حسرت آیات کے بعد مسلمانوں کی اِس قدیم و عظیم تنظیم جمعیۃ علماء ہند کے منصب صدارت کے لیے فروری ۲۰۰۶ء کو آپ کا انتخاب عمل میں آیا جس کے مولانا موصوف اپنے علمی ، دینی ، ذہنی ،فکری ممتاز صلاحیتوں کے لحاظ سے سچے مستحق ہیں اور اِس انتخاب پر بلاتردد کہا جاسکتا ہے کہ

حق بحق دار رَسید

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمعیۃ علماء ہند کو مولانا موصوف کی قیادت میں دن دُگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازے۔آمین ! ✿ ✿ ✿

خانوادۂ حامد رحمہ اللہ کو حادثہ

حضرت اقدس رحمہ اللہ بانی جامعہ کے انڈیا میں مقیم منجھلے صاحبزادے مولانا سید وحید میاں صاحب ۲۸ر رمضان المبارک کو جودھ پور سے بجنور جاتے ہوئے رات کے دو بجے اپنے اہل خانہ کے ساتھ کار کے شدید حادثے سے دوچار ہوگئے ، کار جسے وہ خود چلا رہے تھے ٹرک سے تصادم کے بعد مکمل تباہ ہوگئی ، کار میں بیٹھے تمام افراد معجزانہ طور پر بچ گئے تھوڑی بہت ضربیں آئیں مگر ان کے سترہ سالہ بڑے بیٹے حافظ سعید میاں سلمہ کو سر میں شدید چوٹیں آئیں جس کی بنا پر میرٹھ کے ہسپتال میں تاحال بے ہوش ہیں۔مولانا وحید میاں صاحب سینے میں چوٹوں کی وجہ سے دس گھنٹے بے ہوش رہے تاہم وہ اور باقی اہل خانہ اب مجموعی طور پر بخیر ہیں مگر حافظ سعید میاں سلمہ کی تشویش ناک حالت کی بناء پر قارئین کرام سے بارگاہ رب العزت میں دعائے صحت کی پرزور درخواست کی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور مولانا سید وحید میاں صاحب کو اس بڑی مصیبت پر صبر اور استقامت کے ساتھ ہر ہر مرحلے پر اپنا فضل وکرم اُن کے شامل حال فرمائے ، خانوادۂ حامد رحمہ اللہ کو آئندہ ہر قسم کے حوادث اور شرور وفتن سے اپنی حفاظت میں رکھے ،آمین۔

اصلاح خواتین

حقوق العباد کی اہمیت اور ناحق دُوسروں کا مال لینے کا وبال

﴿ ازافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن بندہ کو حق تعالیٰ کھڑا کر کے دریافت فرمائیں گے کہ جوانی کہاں خرچ کی اور مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور حدیث شریف میں ہے کہ حقوق دنیا میں ادا کرویا معاف کرالو اُس دن سے پہلے جس میں روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا۔ (التبلیغ)

ظلم ہلکی چیز نہیں ہے۔ ساری عبادتیں اُس وقت تک ناکافی ہیں جب تک ظلم سے براءت نہ ہوگی۔ دُرمختار میں لکھا ہے کہ ایک دانگ کے بدلہ میں جو درہم کا چھٹا حصہ ہے جس کو تین پیسہ سمجھ لیجیے۔ (اس کے بدلہ میں) سات سو (۷۰۰) مقبول نمازیں حقدار کو دلائی جائیں گی۔ کتنی سخت مصیبت ہوگی۔ اول تو ہماری نمازیں مقبول ہی کتنی ہیں۔ پھر تین تین پیسہ کے بدلہ میں وہ بھی جاتی رہیں تو بتلایئے قیامت میں کیسی حسرت ہوگی۔

مسلم شریف کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تم مفلس کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار نہ ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اِس سے بڑھ کر مفلس وہ ہے جس نے نمازیں بھی بہت پڑھیں تھیں، روزے بھی بہت رکھے تھے، زکوٰۃ بھی دی تھی اور صدقات بھی کیے تھے۔ مگر اس کے ساتھ اُس نے کسی کو گالی دی تھی کسی کو مارا پیٹا تھا کسی کا مال لے لیا تھا۔ اب قیامت میں ایک آیا وہ اِس کی نمازیں لے گیا، اور دوسرا روزے لے گیا، تیسرا آیا وہ حج لے گیا، چوتھا آیا وہ زکوٰۃ وصدقات لے گیا۔ پھر بھی کچھ حقدار بچ گئے اور ان کو دینے کو نیکیاں نہ بچیں تو ان کے گناہ اِس پر ڈال دیے گئے اور طاعات سے خالی ہو کر گناہوں میں لد کے جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ سب سے بڑا مفلس ہے۔

کیا یہ بات تھوڑی ہے کہ ذرا ذرا سے حقوق العباد کے بدلے میں ساری کی کرائی محنت دُوسروں کو مل جائے۔ اب تو آپ کو معلوم ہوگیا کہ بعض اعتبار سے حقوق العباد نماز روزہ سے بھی مقدم ہیں۔ ان کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ مگر افسوس لوگوں کو ان کا بالکل ہی اہتمام نہیں ہے۔ (خیر الارشاد۔ حقوق وفرائض)

خلاصی اور تلافی کا طریقہ :

تلافی اور حقوق سے خلاصی کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کام شروع کر دینا اور ادائیگی کا پختہ ارادہ کر لینا بھی مقبول ہے۔ پہلے تو تم حق والے سے معافی کی درخواست کرو۔ اگر وہ خوشی سے معاف کر دے۔ تب تو مسئلہ آسان ہے جلدی خلاصی ہوگئی۔ اور اگر معاف نہ کرے تو اب پورا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر بہت زیادہ ہو ایک دم سے ادا کرنا مشکل ہو تو تھوڑا تھوڑا جتنا ہو سکے اس کا حق ادا کرے۔

اور اگر وہ (یعنی حق والے) مر گئے ہوں تو اُن کے ورثاء کو دو۔ اور اگر ورثاء بھی معلوم نہ ہوں تو اُن کی نیت سے خیرات کرتے رہو، انشاء اللہ اُمید ہے کہ دُنیا ہی میں سارا حق ادا ہو جائے گا۔ اور کچھ ادا ہو اور کچھ رہ گیا تو اُس کو حق تعالیٰ ادا کر دیں گے۔ حق تعالیٰ کے یہاں نیت کو زیادہ دیکھا جاتا ہے۔ جس کی نیت پختہ ہو کہ میں حق ادا کروں گا پھر اُس پر عمل بھی شروع کر دے تو حق تعالیٰ اُس کو بالکل بری کر دیتے ہیں۔ (خیر الارشاد۔ حقوق و فرائض)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ۱۰

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہؓ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۳۳) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یَدًا کَافَیْتُہٗ عَلَیْھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ . (اخرجہ ابن عساکر)

''ابن عساکرؒ نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، جو شخص نیکی کرے کسی شخص کے ساتھ میرے اہل بیت میں سے، میں اُس نیکی کرنے والے کو بدلہ دُوں گا قیامت کے دن''۔

ف : سبحان اللہ! حضور ﷺ جس شخص کے احسان وسلوک کا بدلہ دینگے تو کیا کچھ دینگے اور وہ شخص کیسا خوش نصیب ہوگا۔

(۳۴) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَنَعَ صَنِیْعَۃً اِلٰی اَحَدٍ مِّنْ خَلَفِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِی الدُّنْیَا فَعَلَیَّ مُکَافَاتُہٗ اِذَا لَقِیَنِیْ . (اخرجہ الخطیب)

''حضرت عثمان بن عفانؓ سے خطیب نے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول مقبول ﷺ نے، جو شخص نیکی کرے کوئی نیکی طرف کسی کے اولاد عبدالمطلب سے دُنیا میں، تو مجھ پر اُس کا بدلہ ہے جب وہ مجھ سے ملے گا (یعنی قیامت کو میں بدلہ پورا کروں گا)''۔

(۳۵) عَنْ جُمَیْعِ بْنِ عُمَیْرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِیْ عَلٰی عَائِشَۃَ فَسَأَلْتُ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ

فَقِيْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا. (ترمذی)

''جمیع بن عمیر سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ہمراہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے پوچھا کہ لوگوں میں کون زیادہ محبوب تھا حضور سرورِ عالم ﷺ کو؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ فاطمہؓ۔ پھر کہا گیا کہ مردوں میں سے کون زیادہ محبوب تھا حضور ﷺ کو؟ فرمایا کہ اُن کے (یعنی فاطمہؓ کے) خاوند''۔

(۳۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا بَنِىْ هَاشِمٍ اِنِّىْ قَدْ سَئَلْتُ اللّٰهَ لَكُمْ اَنْ يَّجْعَلَكُمْ نُجَدَآءَ رُحَمَآءَ وَسَأَلْتُهٗ اَنْ يَّهْدِىَ ضَآلَّكُمْ وَيُؤْمِنَ خَائِفَكُمْ وَيُشْبِعَ جَآئِعَكُمْ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَايُؤْمِنُ اَحَدُهُمْ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ بِحُبِّىْ اَتَرْجُوْنَ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِىْ وَلَايَرْجُوْهَا بَنُوْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. (اخرجه الطبرانی)

طبرانیؒ نے عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے اے بنی ہاشم بیشک میں نے اللہ سے تمہارے لیے یہ طلب کیا ہے کہ وہ تم کو بنادے دلیر اور رحم کرنے والا اور اللہ سے تمہارے لیے یہ مانگا ہے کہ تم میں سے جو بھٹکتا ہوا ہو اُسے اللہ ہدایت فرمادے اور جو خوف کرتا ہو اُسے امن اور چین دیدے اور جو بھوکا ہو اُسے سیر کرے۔ قسم اُس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہ مومن ہوگا کوئی اُن میں کا (یعنی جو لوگ تمہارے سوا ہیں) یہاں تک کہ تم سے محبت رکھے بوجہ میرے (تعلق) محبت کے، یعنی آدمی مسلمان کامل نہیں ہوسکتا اور اُس کا ایمان اَدھورا اور خراب رہتا ہے جب تک حضراتِ اہل بیتؓ سے محبت نہ رکھے)۔ کیا اُمید رکھتے ہو تم (اے لوگو اہل بیت کے سوا اور لوگوں سے خطاب ہے) کہ تم جنت میں داخل ہوجاؤ گے میری سفارش سے اور نہ اُمید رکھیں شفاعت کی اولاد عبدالمطلب''۔

ف : یعنی یہ کس طرح ممکن ہے کہ تم اُمید شفاعت رکھو اور بنی عبدالمطلب اُمید نہ رکھیں

بلکہ وہ تو بطریق اَولیٰ اِس امر کے مستحق ہیں۔غرض یہاں پر اُن کا حق ظاہر کرنا اور اُن کے غیر پر ترجیح بیان کرنا مقصود ہے)۔

(۳۷) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ حَقَّ عِتْرَتِیْ وَالْاَنْصَارِ فَھُوَ لِاَحَدِ ثَلاثٍ اِمَّا مُنَافِقٌ اَوْ لِزِنْیَۃٍ وَاِمَّا لِغَیْرِ طُھُوْرٍ یَعْنِیْ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ عَلٰی غَیْرِ طُھْرٍ . (اخرجه البيهقی و ابن عدی)

''بیہقی اور ابن عدی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نہ پہچانے حق میرے اہل بیت اور انصار کا سو وہ تین باتوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور وہ باتیں یہ ہیں یا تو وہ منافق ہے (ظاہر میں مسلمان اور باطن میں کافر) یا زنا کی پیدائش ہے (یعنی حرامی ہے بطریق اشارہ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ زنا کو بچہ کے اخلاق خراب کر دینے میں اور معاصی کے اِرتکاب میں دخل ہے۔ہاں اگر ایسا شخص علم وعمل سے اپنی اصلاح کر لے تو بہت کچھ اصلاح ممکن ہے لیکن بدگوئی اور طعنہ زنی کسی کو نہ کرنا چاہیے) اور یا حیض کی حالت میں اُس کی ماں کو حمل رہا ہے یعنی وہ حیض کی پیدائش ہے (حیض میں صحبت کرنا حرام ہے پس ایسی پیدائش میں اخلاق کامل نہیں ہوتے)۔''

(۳۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَایُبْغِضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ رَجُلٌ اِلاَّ اَدْخَلَہُ النَّارَ. (اخرجه ابن حبان فی صحيحه والحاكم وكل ما فی صحيح ابن حبان صحيح كما قاله السيوطی)

''ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ،قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص ہم سے یعنی ہم گھر والوں سے (مراد اہل بیت ہیں) بغض نہ رکھے گا مگر یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو جہنم

میں داخل کرے گا۔''

ف : یعنی جو اہل بیت سے بغض رکھے گا جہنم میں داخل ہوگا۔ یہاں سے اہل بیت کا محبوب رکھنا اور اُن سے بغض نہ رکھنا ضروری ثابت ہوا اور اِس کے خلاف کرنے والے کو اِس قدر سخت عذاب کے استحقاق کی خبر معلوم ہوئی۔

(۳۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بُغْضُ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَالْاَنْصَارِ کُفْرٌ وَبُغْضُ الْعَرَبِ نِفَاقٌ . (اخرجہ الطبرانی)

''حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بنی ہاشم اور انصار کا بغض کفر ہے (یعنی قریب کفر کے ہے اور اتنا بڑا گناہ کبیرہ ہے کہ کفر کے قریب ہے۔ نیز عام اولیاء اللہ کی گستاخی اور عداوت سے بھی ایمان نکل جانے اور کافر ہونے کا سخت اندیشہ ہے جو خدا کے ولی سے عداوت رکھے اللہ تعالیٰ اُس سے لڑائی کا اعلان دیتے ہیں جیسا کہ صحیح حدیث قدسی میں ہے) اور بغض عرب کا (عموماً) نفاق ہے (یعنی مسلمان اہل عرب کا بغض عموماً نفاق ہے اور اس کا بھی بڑا گناہ ہے کہ نفاق کے قریب پہنچ گیا مگر پہلے سے کم ہے)''۔

(جاری ہے)

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر شام 4:15 بمقام بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ رابطہ نمبر : 5163393 - 7703662 - 7726702

نبوی لیل و نہار

﴿ حضرت مولانا سعد حسن صاحب ٹونکی ؒ ﴾

۞ ۞ ۞

(۱۰) بازار کے کام میں عار نہ ہونا :

☆ بازار سے سودا سلف لانے میں آنحضرت ﷺ عار نہیں کرتے تھے۔ بازار خود تشریف لے جاتے اور سودا کپڑے میں باندھ کر لے آتے۔

(۱۱) بارش کا پہلا پانی :

☆ بارش کا پہلا پانی برستا تو آپ ﷺ سوائے تہبند کے سب لباس اُتار دیتے اور اُوپر کے بدن کو بارش کے پانی سے تر کرتے۔

(۱۲) خطوط لکھوانے میں عادت :

☆ خطوط لکھوانے میں عادتِ طیبہ تھی کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد مرسِل (بھیجنے والے کا) کا نام لکھواتے اور پھر مرسَل اِلیہ (جس کی طرف خط بھیج رہے ہیں) کا۔ اُس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

(۱۳) سیدھے واُلٹے ہاتھ سے کام لینا :

علاوہ ایسے کاموں کے جن میں غلاظت کی صفائی کو دخل ہوتا اور ہاتھ میں نجاست لگنے کا خوف ہوتا مثلاً ناک صاف کرنا، آبدست لینا، جوتا اُٹھانا، وغیرہ وغیرہ تمام کاموں کو سیدھے ہاتھ سے انجام دینا پسند فرماتے۔ اِسی طرح جب آپ ﷺ کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔

(۱۴) خواب پوچھنے کا شوق :

عادتِ طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے اور لوگوں سے اُن کے خواب پوچھتے،

جس نے جوخواب دیکھا ہوتا وہ کہتا۔خواب سننے سے پہلے یہ الفاظ اِرشاد فرماتے خَیْرٌ تَلَقَّاہُ وَشَرٌّ تَوَقَّاہُ وَخَیْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ .

(۱۵) گھوڑے سے محبت :

آپ ﷺ کو سواری کے جانوروں میں گھوڑا بہت پسند تھا۔اُس کی آنکھ اُس کا منہ اور اُس کی ناک اپنی آستین سے پونچھتے اور صاف کرتے۔اُس کی ایال کے بالوں کو اُنگلیوں سے بٹتے اور فرماتے کہ بھلائی اِس کی پیشانی سے قیامت تک بندھی ہوئی ہے۔

(۱۶) آنحضرت ﷺ کا شگون نہ لینا :

آنحضرت ﷺ شگون نہیں لیتے بلکہ فال لیتے۔جب کسی جگہ ٹھہرنا چاہتے اور اُس جگہ کا نام اچھا نہیں ہوتا تو چہرۂ انور پر کراہیت کے آثار نمایاں ہوتے اور اگر اُس کا نام ایسا ہوتا جس کے معنٰی خوشی، مبارکی یا کامیابی وغیرہ کے ہوتے تو آپ ﷺ پر مسرت کے آثار ظاہر ہوتے۔اِسی طرح اگر کسی آدمی کا نام ایسا ہوتا جس کے معنٰی لڑائی، جھگڑے، ٹوٹے وغیرہ کے ہوتے تو اُس کو اپنا کوئی کام سپرد نہیں کرتے بلکہ اپنا کام اُس سے لینا پسند فرماتے جس کے نام میں کامیابی، عیش، مسرت وخوشی کے معنٰی نکلتے۔

(۱۷) آنحضرت ﷺ تفریح فرماتے :

آنحضرت ﷺ باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی باغات میں تفریح کے لیے تشریف لے جاتے۔

(۱۸) آنحضرت ﷺ تیرنے کا شوق بھی فرماتے :

آنحضرت ﷺ کبھی تیرنے کا شوق بھی فرماتے۔ایک مرتبہ ایک تالاب میں آپ ﷺ اور چند اصحابؓ تیرے۔آپ ﷺ نے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرمادی کہ ہر ایک اپنے ساتھی کی طرف تیر کر جائے۔چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قرار پائے اور آپ ﷺ تیرتے ہوئے اُن کے پاس گئے اور اُن کی گردن پکڑ لی۔(جاری ہے)

تجارتی انعامی سکیموں کا شرعی حکم

﴿ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ﴾

بسم اللّٰہ حامدا و مصلیا !

انعام وہ ہوتا ہے جو کسی مطلوب وصف پر حوصلہ افزائی کے لیے دیا جاتا ہے۔ مثلاً امتحان میں اول و دوم وغیرہ آنے پر انعام دیا جاتا ہے تاکہ علم میں جس کا سیکھنا مطلوب وصف ہے طلبہ کی حوصلہ افزائی کی جائے یا گھڑ دوڑ میں جو اول و دوم آئے اُس کو انعام دیا جاتا ہے کیونکہ گھڑ دور میں جہاد کی تربیت ہے اور یہ تربیت حاصل کرنا وصف مطلوب ہے۔ پیدل دوڑ اور تیرا کی وغیرہ بھی جہاد کی تربیت کی نیت سے ہوں تو یہ بھی مطلوب ہیں۔

ولا بأس بالمسابقة فی الرمی والفرس والبغل والحمار ...... والابل وعلی الاقدام لانه من اسباب الجهاد فکان مندوبا وعندالثلاثة لایجوز فی الاقدام ای بالجعل اما بدونه فیباح فی کل الملاعب. (دُر مختار ص 285 ج5)

(قوله فیباح فی کل الملاعب) ای التی تعلم الفروسیة وتعین علی الجهاد لان جواز الجعل فیما مرانماثبت بالحدیث علی خلاف القیاس فیجوز ماعداها بدون الجعل وفی القهستانی عن الملتقط من لعب بالصولجان یرید الفروسیة یجوز وعن الجواهر قد جاء الاثر فی رخصة المصارعة لتحصیل القدرة علی المقاتلة دون التلهی فانه مکروه. (رَد المحتار ص 285 ج5)

حل الجعل وطاب ...... ان شرط المال فی المسابقة من جانب واحد وحرم لو شرط فیها من الجانبین لانه یصیر قمارا الا اذا أدخلا ثالثا محللا بینهما بفرس کفؤ لفرسیهما یتوهم ان یسبقهما والا لم یجز......

وکذا الحکم فی المتفقھۃ فاذا شرط لمن معہ الصواب صح.(درمختار ص 285ج 5) وان شرطاہ لکل علی صاحبہ لا والمصارعۃ لیست ببدعۃ الا للتلھی فتکرہ...... واما السباق بلا جعل فیجوز فی کل شی (ای مما یعلم الفروسیۃ ویعین علی الجھاد بلا قصد التلھی...... (دُرمختار ورَدالمحتار ص 285ج 5)

مذکورہ بالا اِن عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ مسابقت یا تو علم میں مہارت حاصل کرنے میں جائز ہے یا صرف اُن کاموں میں جائز ہے جن میں جہاد کی تربیت ہو اور وہ بھی جبکہ جہاد کی نیت سے ہو۔ اگر محض کھیل کود کے طور پر ہو تو اُس وقت مسابقت اگرچہ بغیر انعام کے ہو مکروہ ہے۔ جہاد کی تربیت کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اس کے لیے دوطرفہ انعام تک کو جائز رکھا مگر قمار نکالنے کے لیے اِس میں محلل کو داخل کیا۔

اب ہم کاروباری انعام کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں :

I- پہلی بات یہ ہے کہ زیادہ خریداری خواہ دُکاندار کی ہو یا صارف کی یہ کوئی وصف مطلوب نہیں ہے۔ اس میں نہ تو جہاد کی تربیت ہے نہ علمی مہارت کی تحصیل ہے اور نہ ہی کسی اور پسندیدہ خلق مثلاً خدمت خلق وغیرہ کی تحصیل ہے۔ لہٰذا اِس میں مسابقت کی ترغیب دینا اُصولی طور پر غلط بات ہے۔

II- دوسری بات یہ ہے کہ بائع جس کسی صورت میں بھی مبیع میں اضافہ کرتا ہے خواہ وہ انعام کے نام سے ہو وہ اصل مبیع کا حصہ قرار پاتا ہے اور مشتری قیمت میں جس نام سے بھی اضافہ کرے وہ اصل قیمت میں اضافہ شمار ہوتا ہے۔

وصح الزیادۃ فی المبیع ولزم البائع دفعھا ان فی غیر سلم .زیلعی وقبل المشتری وتلتحق ایضا بالعقد. فلو ھلکت الزیادۃ سقط حصتھا من الثمن و کذا لو زاد فی الثمن عرضا فھلک قبل تسلیمہ انفسخ العقد بقدرہ. (دُر مختار ص 187ج 4)

جب یہ بات واضح ہوئی کہ مزعومہ انعام کی صورت درحقیقت مبیع یا ثمن میں کمی بیشی ہوتی ہے تو اِس میں مندرجہ ذیل شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے :

1- انعام ایسی چیز ہو جو مبیع اور ثمن بن سکے۔

2- اس کے وجود میں خطرو اندیشہ نہ ہو کہ نہ جانے ہو یا نہ ہو۔

3- اس کی مقدار میں جہالت یا تردد نہ ہو۔

اگر ایسی صورت پائی جائے کہ جس میں یہ تینوں شرطیں پائی جاتی ہوں تو وہ انعام صحیح ہوگا اور اگر کوئی ایسی صورت ہو جس میں پہلی یا دوسری یا تیسری شرط یا تینوں ہی مفقود ہوں تو انعام صحیح نہ ہوگا۔

انعام صحیح ہونے کی مثال :

لپٹن چائے کی پیکنگ کے اندر بسکٹ کی ایک چھوٹی پیکنگ ملتی رہی ہے۔ اسی طرح کسی ٹوتھ پیسٹ کے ساتھ دانتوں کا برش رکھ دیا جائے یا کسی فریج کے ساتھ ٹوسٹر یا سینڈوچ میکر رکھ دیا جائے یا گھی کی مقدار میں 20 فیصد کا اضافہ دیا جائے تو صحیح ہے کیونکہ یہ اشیاء مبیع بھی بن سکتی ہیں اور اِن کے وجود اور اِن کی مقدار میں کسی قسم کی جہالت اور تردد نہیں ہے۔

انعام صحیح نہ ہونے کی مثالیں :

1- پہلی شرط مفقود ہو :

اِس کی مثال یہ ہے کہ کمپنی والا یہ طے کرے کہ جو ہم سے اتنی مالیت کا سامان خریدے گا ہم اُس کو عمرہ کرائیں گے یا ہم اُس کو ڈرائیور سمیت گاڑی فراہم کریں گے جس پر وہ مری کی سیر کے لیے جا سکتا ہے۔ اِن صورتوں میں کمپنی منافع مہیا کر رہی ہے جن پر اَجارہ ہوتا ہے بیع نہیں ہوتی لٰہذا وہ مبیع بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے اِس لیے انعام بھی دُرست نہیں ہے۔

2- دوسری شرط مفقود ہو :

اِس کی مثال یہ ہے کہ کمپنی دُکانداروں سے یا کوئی بھی بائع اپنے خریداروں سے کہے کہ جو لوگ اتنا اتنا سامان خریدیں گے ہم اُن کو کوپن دیں گے اور اُن کے درمیان قرعہ اندازی کریں گے جس کے ذریعے صرف اُن خریداروں کو انعام ملے گا جن کے نام کا قرعہ نکلے گا۔ اِس صورت میں ہوسکتا ہے کہ زید کے نام قرعہ نکلے اور ہوسکتا ہے کہ نہ نکلے۔

3- تیسری شرط مفقود ہو :

اِس کی مثال یہ ہے کہ کمپنی دُکانداروں سے کہے کہ جو ہم سے اتنا سامان خریدیں گے ہم سب کو انعام دیں گے لیکن قرعہ اندازی سے خریداروں کو کم وبیش مالیتوں کے انعام دیں گے۔

4- تینوں شرطیں مفقود ہوں :

اِس کی مثال یہ ہے کہ کمپنی اپنے خریداروں سے کہے کہ جو کوئی ہم سے اتنی اتنی خریداری کرے گا ہم اُس کو کوپن دیں گے اور پھر قرعہ اندازی کریں گے۔ جس کے نام کا قرعہ نکلے گا اُس کو ہم عمرہ کرائیں گے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سعودیہ آنے جانے اور وہاں کی رہائش کا بندوبست کریں گے لیکن اُس کو ٹکٹ نہیں دیں گے۔

III- تیسری بات یہ ہے کہ چونکہ انعام مشروط ہوتا ہے اور بعض صورتوں میں شرط فاسد ہوتی ہے تو اس سے سودا بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

1- جب کمپنی کے اعلان کے مطابق خریدار سامان خریدتے ہوئے یوں کہے کہ میں اِس شرط پر اتنا سامان خریدتا ہوں کہ آپ کو مجھے عمرہ کرانا ہوگا یا مری کی سیر کے لیے گاڑی فراہم کرنا ہوگی۔ چونکہ یہ شرط سودے کے تقاضے کے خلاف ہے اور اِس میں خریدار کا فائدہ ہے۔ لہٰذا یہ شرط فاسد ہے اور اس کی وجہ سے سارا سودا ہی فاسد ہو جاتا ہے اور بائع اور خریدار دونوں گناہگار ہوتے ہیں اور دونوں پر لازم ہے کہ وہ اِس سودے کو ختم کریں اور اگر چاہیں تو اس شرط کے بغیر نئے سرے سے سودا کریں۔

2- انعامی سکیم یہ ہو کہ جو اِتنا سودا خریدے گا اُس کو کار کی قرعہ اندازی میں شریک کیا جائے گا۔ اب جو شخص اس انعامی سکیم کے مطابق سودا خریدتا ہے اور کوپن بھر کر دیتا ہے تو جیسا کہ ہم نے اُوپر ذکر کیا کار بھی مبیع کا حصہ بنے گی لیکن چونکہ یہ معلوم نہیں کہ وہ ملے گی یا نہیں اِس مبیع کی مقدار بھی مجہول رہی۔ اس لیے اِس میں قمار کے ساتھ بیع بھی فاسد ہوئی۔

تنبیہات :

1- بعض اوقات کمپنی کے ملازم خریدار کو کہتے ہیں کہ اگر تمہیں اس انعامی سکیم میں کچھ تردد ہے تو ہم تمہاری طرف سے کوپن خود بھر دیتے ہے اور اِس کو قرعہ اندازی میں شامل کر دیتے ہیں۔ کمپنی کے ملازم کے اس طرح کرنے سے قباحت میں کچھ کمی نہیں آتی کیونکہ جب انہوں نے کہا کہ ہم کوپن خود بھر دیتے ہیں تو وہ

خریدار کے وکیل بن گئے اور وکیل کا تصرف مؤکل کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب یہ ایک منکر ہے تو اُس وقت ملازموں کے کہنے پر خاموشی دُرست نہیں بلکہ ''نہی'' کرنا واجب ہے۔

2- کمپنیوں والے جو اِتنے بیش قیمت انعامات دُکانداروں کو دیتے ہیں یہ سرمایہ دارانہ نظام کا طریقہ ہے۔ اصل ہمدردی تو صارف سے ہونی چاہیے کہ اُس کو رعایت ملے ورنہ دُکانداروں کو دیے گئے انعامات کا بوجھ بھی بالآخر صارفین پر پڑے گا کیونکہ عام طور سے انعامات کو بھی اخراجات میں شمار کر کے اشیاء کی قیمت طے کی جاتی ہے۔

3- بعض اوقات کمپنی والے اپنی مصنوعات کی کسی ایک یا چند ایک پیکنگ میں انعامی پرچی رکھ دیتے ہیں تاکہ لوگ اُس انعام کے لالچ میں زیادہ خریداری کریں۔ چونکہ وہ انعام کسی ایک کا یا چند کا نکلنا ہے اِس لیے ہر خریدار کیلیے اُس انعام کے نکلنے کا وجود خطر واندیشہ کا شکار ہے اور چونکہ جوئے کے معنی میں یہ بات شامل ہوتی ہے اسلیے جو خریدار اِس موہوم انعام کے لالچ میں وہ سامان خریدتا ہے وہ ایک درجہ میں جوا کرتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اِسی کی مثل ایک صورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''مختلف قسم کی نمائشوں کے اندر داخلہ کا ٹکٹ ہوتا ہے اور نمائش کے منتظمین یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً دس روپے کا ٹکٹ یکمشت خریدے گا وہ اپنے اِس ٹکٹ کے ذریعہ عام لوگوں کی طرح نمائش میں بھی داخل ہو سکے گا اور اِن ٹکٹوں پر بذریعہ قرعہ اندازی کچھ انعام مقرر ہوتے ہیں جس کا نمبر نکل آئے اُس کو وہ انعام بھی ملتا ہے۔ یہ صورت صریح قمار سے تو نکل جاتی ہے کیونکہ ٹکٹ خریدنے والے کو اُس ٹکٹ کا معاوضہ بصورتِ داخلہ نمائش مل جاتا ہے۔ لیکن اب مدار نیت پر رہ جاتا ہے جو شخص موہوم انعام کی غرض سے یہ ٹکٹ خریدتا ہے وہ ایک گونہ قمار کا اِرتکاب کر رہا ہے۔'' (جواہر الفقہ ج2 ص351)

ایک شخص نے ایسی کوئی شے خریدی اور اُس میں انعامی پرچی نکل آئی جبکہ اُس کو پرچی سکیم کا علم تھا اور اگر علم نہ بھی تھا تو اُس نے شے کو اپنی ضرورت سے خریدا تھا انعام کے لالچ میں نہیں خریدا تھا۔ اِس صورت میں بھی اُس شخص کو اِس پرچی پر انعام لینا جائز نہیں کیونکہ ایک تو اِس میں ناجائز سکیم کے ساتھ تعاون اور شراکت ہے اور دوسرے نیت تو ایک مخفی چیز ہوتی ہے لہٰذا حکم اِس پر نہیں لگتا بلکہ ظاہر پر لگتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جب یہ انعام وصول کر رہا ہے تو اِسی کے لیے اُس نے شے خریدی ہوگی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

تین چیزیں جن میں برکت ہے :

عَنْ صُھَیْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ فِیْھِنَّ الْبَرَکَۃُ، اَلْبَیْعُ اِلٰی اَجَلٍ، وَالْمُقَارَضَۃُ، وَاِخْلَاطُ الْبُرِّ بِالشَّعِیْرِ لِلْبَیْتِ لَا لِلْبَیْعِ"

(ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۵۴)

حضرت صُھیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں برکت ہے (۱) وعدہ پر بیچنا (یعنی خریدار کو قیمت کی ادائیگی میں مہلت دینا) (۲) مضاربت کرنا (۳) گیہوں میں جو ملانا گھر کے خرچ کے لیے نہ کہ بیچنے کے لیے۔

ف : مذکورہ حدیث میں تین چیزوں میں برکت بتلائی گئی ہے وعدہ پر بیچنے میں، مضاربت کرنے میں اور گیہوں کے اندر جو ملانے میں۔

وعدہ پر بیچنے سے مراد اُدھار بیچنا ہے۔

مضاربت اِسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنا مال تجارت کی غرض سے دے کہ تم محنت کرو اِس سے جو نفع ہوگا وہ ہم آپس میں تقسیم کرلیں گے۔

گیہوں میں جو ملانا گھر میں استعمال کے لیے مفید ہے کہ اس طرح ایک تو گھر کی غذائی ضرورت کی تکمیل کفایت کے ساتھ ہو جاتی ہے دوسرے اس طرح گیہوں کے استعمال سے صحت بھی برقرار رہتی ہے لیکن بیچنے کے لیے گیہوں میں جو ملانا جائز نہیں کیونکہ یہ دھوکا ہے۔

تین اشخاص جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جھگڑیں گے :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ ا للّٰہُ تَعَالٰی ثَلٰثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَکَلَ

ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اِسْتَأْ جَرَاَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ."

(بخاری ج ا ص ۳۰۲ باب اثم من منع اجر الاجیر. مشکوٰۃ ص ۲۵۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن جھگڑوں گا، ایک تو وہ جس نے میرا نام لے کر کوئی معاہدہ کیا (یا میرے نام کی قسم کھائی، یا میرے نام پر کسی کو امن کا پروانہ دیا) پھر اُسے توڑ دیا۔ دوسرا وہ شخص ہے جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کیا اور اُس کی قیمت کھا گیا۔ تیسرا وہ شخص ہے جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگا دیا اُس سے کام تو پورا لیا لیکن اُس کی مزدوری (پوری) نہیں دی۔

تین شخص جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائیں گے :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَتِہٖ لَقَدْ اُعْطِیَ بِھَا اَکْثَرَ مِمَّا اُعْطِیَ وَھُوَ کَاذِبٌ ، وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَۃٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْتَطِعَ بِھَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ، وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَائِہٖ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَلْیَوْمَ اَمْنَعُکَ فَضْلِیْ کَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَاءٍ لَمْ تَعْمَلْ یَدَاکَ"

(بخاری ج ا ص ۳۱۹ باب من رآی ان صاحب الحوض والقربۃ احق بمائہ . مشکوٰۃ ص ۲۵۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ تو (رحم وکرم کی) کوئی بات کریں گے اور نہ نظرِ رحمت سے اُن کی طرف دیکھیں گے۔ ایک تو وہ (تاجر) شخص ہے جو قسم کھا کر کہتا ہے کہ اِس سامان کی جو قیمت تمہاری جانب سے لگائی جارہی ہے اُسے اِس سے زیادہ قیمت مل رہی تھی حالانکہ وہ اپنی قسم میں جھوٹا ہے، دوسرا وہ شخص ہے جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے جس سے مقصد کسی مسلمان آدمی کا مال (ناجائز طور

پر) کھانا ہو۔تیسرا وہ شخص ہے جو زائد از ضرورت پانی (پینے پلانے) سے لوگوں کو روکتا ہے۔ایسے شخص سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جس طرح تو نے دنیا میں اپنے زائد از ضرورت پانی سے لوگوں کو روک رکھا تھا حالانکہ وہ پانی تیرے ہاتھوں نے نہیں نکالا تھا اِسی طرح آج میں بھی تجھے اپنے فضل سے باز رکھوں گا۔

تین چیزیں جن کے قبول کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ لَا تُرَدُّ اَلْوَسَائِدُ وَالدُّھْنُ وَاللَّبَنُ '' (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۶۱)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جنہیں قبول کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہیے (۱) تکیہ (۲) تیل (۳) دُودھ۔

ف : حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مہمان کو تواضع کے طور پر تکیہ دے یا تیل دے یا پینے کے لیے دُودھ دے تو اُس مہمان کے لیے مناسب ہے کہ وہ اِنہیں قبول کرے انکار نہ کرے۔ بعض محدثین کا کہنا ہے کہ حدیث پاک میں تیل سے مراد خوشبو ہے، واللہ اعلم۔

تین شخص مرفوع القلم ہیں :

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَۃٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰی یَسْتَیْقِظَ وَعَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰی یَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْہِ حَتّٰی یَعْقِلَ'' (ترمذی، ابو داوٗد، ابن ماجہ . بحوالہ مشکوۃ ص ۲۸۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : تین شخص مرفوع القلم ہیں۔ایک سویا ہو شخص جب تک کہ بیدار نہ ہو، دوسرے بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہو، تیسرے بے عقل شخص جب تک کہ اُس کی عقل دُرست نہ ہو جائے۔

ف : ''مرفوع القلم'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اِن کے اعمال ''نامۂ اعمال'' میں نہیں لکھے جاتے کیونکہ اِن کے کسی قول و فعل کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ مواخذہ سے بَری ہیں۔ ۞ ۞ ۞

دین کے مختلف شعبے

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، انڈیا ﴾

دین کے کام بہت ہیں اِسی اعتبار سے دینی خدمت کے شعبے بھی بے شمار ہیں۔ ہر شعبہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے ناگزیر بھی ہے اور لائق توجہ بھی ہے۔ ضروری ہے کہ ہر جگہ اور ہر زمانہ میں یہ سب لازمی شعبے زندہ رہیں اور اِن پر محنتیں کی جاتی رہیں، مثلاً چند شعبوں کے عنوانات یہ ہیں :

(الف) اصلِ دین کا تحفظ :

یہ عنوان بہت عام اور جامع ہے۔ اس کے تحت میں وہ تمام ضروری خدمات آئیں گی جو دین کی تعلیم سے متعلق ہیں اور اِس عنوان کا مرکزی محور یہ ہوگا کہ جو دین آنحضرت ﷺ دُنیا میں لے کر تشریف لائے اور جو ہم تک آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اکابر علماء و صلحاء کے مستند واسطہ سے پہنچا اُس کو بلا کم و کاست محفوظ رکھا جائے۔ یہ وہ بنیادی خدمت ہے جس کے ذریعہ یہ دین آج تک عالم اسباب میں محفوظ رہا ہے۔ پھر اِس خدمت کے شعبے در شعبے ہوتے چلے جائیں گے۔ ایک شعبہ الفاظ قرآنی کی حفاظت کا ہوگا، ایک شعبہ تجوید اور حُسنِ صوت سے متعلق ہوگا، پھر کچھ افراد معانی قرآن کے تحفظ کے لیے علم تفسیر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیں گے، کچھ حضرات حدیث کے الفاظ و معانی پر محنت کرنے والے ہوں گے اور ایک جماعت تفقہ فی الدین کی خدمت سنبھالے گی اور کچھ لوگ قرآن وسنت کی فہم کے لیے عربی زبان و ادب اور نحو و صرف اور بلاغت میں مہارت پیدا کریں گے، وغیرہ وغیرہ۔ الحمد للہ چودہ سو سال سے برابر اُمت میں ایسے باتوفیق رجالِ کار ہر زمانہ میں موجود رہے جنہوں نے اِن سب شعبوں میں بفضلِ خداوندی کارہائے نمایاں انجام دے کر دینِ محمدی اور شریعتِ مصطفوی کو اپنی اصلی شکل و صورت میں باقی رکھا ہے اور بحمدہ تعالیٰ آج بھی ایسے افراد کی کمی نہیں ہے۔

(ب) راستہ کی رکاوٹوں کو دُور کرنا :

دین کا ایک بہت بڑا شعبہ یہ ہے کہ اگر کسی جگہ دین پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ آرہی ہو تو ایک جماعت اُن رکاوٹوں کو دُور کرنے کے لیے سر ہتھیلی پر رکھ کر مردانہ وار میدان میں آجائے اور اسلام کی سربلندی

کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ اِس شعبہ کا نام ''جہاد'' ہے جس کو حضور اکرم ﷺ نے ''اسلام کا سب سے چوٹی کا عمل'' قرار دیا ہے **ذروۃ سنامہ الجھاد (مشکوٰۃ شریف ۱/ ۱۴)**

اور اس خدمت پر قرآن و سنت میں جس قدر عظیم الشان ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے اِس میں کوئی اور عمل اس کا ہم پلّہ اور شریک نہیں ہے۔ محض جذبات میں آکر جہاد کے متعلق وعدوں کو کسی اور عمل پر منطبق نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم شرعی جہاد کے کچھ شرائط و آداب ہیں۔ اس کا حکم کب جاری ہوتا ہے؟ اور کہاں کس طرح کا جہاد مفید ہے اِس بارے میں معتبر علماء سے معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ یہاں تو اس طرح توجہ دلانی ہے کہ دین پر عمل میں پیش آمدہ رُکاوٹوں کو دُور کرنے پر بھی ہر زمانہ میں متواتر محنتیں ہوتی رہنا ضروری ہیں ورنہ ہم مغلوب ہوتے چلے جائیں گے اور دُشمن اس طرح حاوی ہوتا چلا جائے گا کہ ہم بعد میں ہاتھ پیر ہلانے کے قابل بھی نہ رہیں گے، لہٰذا مستقل بیدار اور تیار رہنے کی ضرورت ہے۔ ہندوستان جیسے غیر مسلم ملک میں جمعیۃ علماء جیسی ملی تنظیموں کا مقصدِ قیام بھی یہی ہے کہ دین و مذہب پر عمل کرنے میں جو رُکاوٹیں آئیں اُنہیں دُور کیا جائے بلاشبہ یہ بھی ایک بڑی دینی خدمت ہے تاکہ مسلمان عافیت کے ساتھ اپنے مذہبی اُمور انجام دے سکیں۔

(ج) باطل عقائد و نظریات کی تردید :

اِسی طرح ایک بہت ہی ضروری شعبہ یہ ہے کہ دین کے نام پر جب دین کی جڑیں کھوکھلی کرنے کی سازشیں سامنے آئیں تو ایک جماعت اِن سے سینہ سپر ہوکر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا کام انجام دے۔ بفضلہٖ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق قیامت تک ایسی مستعد جماعت اُمت میں برابر موجود رہے گی۔ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ : ''میری اُمت میں برابر ایک جماعت امرِحق پر مضبوطی سے ثابت قدم رہے گی، اس کو کسی کی مخالفت نقصان نہ پہنچا سکے گی **لَاتَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ قَوَّامَةً عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ لَایَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ.** (فیض القدیر ۶/ ۴۸۷) اور ایک اور روایت میں ہے کہ اِس اُمت کے بعد میں آنے والے معتبر لوگ ہی علم کتاب و سنت کے حامل ہوں گے جو دین سے (۱) غلو پسندوں کی تحریفات (۲) باطل پسندوں کی فریب کاریوں (۳) اور جاہلوں کی فاسد تاویلات کا قلع قمع کردیں گے۔ **یحمل ھذا العلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین. (رواہ البیہقی فی کتابہ المدخل، مشکوٰۃ شریف)**

معلوم ہوا کہ اس طرح کے مستقل شعبہ کا وجود بھی اُمت میں لازم ہے ورنہ یہ امتیاز ہی نہ رہے گا کہ کیا حق ہے اور کیا باطل؟ اور طاغوتی قوتیں محنتیں کر کے اصلی دین ہی کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گی، اس لیے دین کے تحفظ اور اُس کی ترقی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اُن تمام باطل فتنوں سے ٹکر لی جائے جنہوں نے جاہلانہ تحریفات اور واہیات اور رکیک تاویلات کے ذریعہ گمراہی کا جال بچھا رکھا ہے۔ جو لوگ اِس کام میں مشغول ہیں وہ بھی دین کی ایک عظیم الشان خدمت انجام دے رہے ہیں۔ نئے زمانہ کے ''صلح کل'' لوگ اپنی مریض ذہنیت کی بناء پر اِس طرح کی محنتوں کو فضول بلکہ مضر سمجھتے ہیں مگر یہ اُن کی محض کج فہمی ہے۔ اگر حق و باطل کا فرق نہ رہے تو دین مسخ ہو جائے گا اور سنت و بدعت کا کچھ پتہ نہ چل سکے گا۔ ذرا غور فرمایئے اور تاریخ کے اوراق پلٹ کر دیکھیے!

اگر تاریخ کے ہر دَور میں علماء اسلام نت نئے فتنوں کے خلاف سینہ سپر نہ ہوتے اور احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ انجام نہ دیتے تو کیا دین کی اصلی صورت باقی رہ جاتی؟ انہی علمائے حق نے اللہ کی توفیق سے شیعیت اور روافضیت کے غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اِنہوں نے ہی فتنۂ اعتزال کو نیست و نابود کیا۔ اِنہی کی جرأت و استقامت نے اکبر اعظم کے ''معجون مرکب دین الٰہی'' کو ہمیشہ کے لیے دفن کیا۔ اِنہی سر بکف محبانِ رسول ﷺ نے قادیانیت کی پرفریب سازشوں کو طشتِ از بام کیا اور آج تک اس مہم میں سرگرم ہیں اور جب بدعات و خرافات نے چولی دامن کے ساتھ رضا خانیت کے نام سے جنم لیا تو یہی علماء حق کو حق اور بدعت کو بدعت بتانے کے لیے میدان میں آگئے اور جب حضراتِ صحابہؓ اور اکابر اولیاء اللہ پر تنقید و تبرّا کا دروازہ کھولنے کے لیے مولانا مودودی کا قلم حرکت میں آیا تو یہی وارثینِ انبیاء جانثارانِ نبوت حضرات صحابہؓ کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہوگئے اور آج مادی دولت کے زعم پر کچھ شرارت پسند غیر مقلد سلفیوں نے ائمہ اربعہؒ اور اُمت کی انتہائی محترم شخصیات کے خلاف جو زہر افشانی پھیلا رکھی ہے اور عوام کو سخت انتشار میں مبتلا کر رکھا ہے، انشاء اللہ یہ جماعت حقہ اِن بدزبانوں کو بھی لگام دے کر اپنے منصبی فریضہ کو پورا کرے گی۔

الغرض دین کے نام پر جب بھی بددینی پھیلانے کی کوشش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بددینی کو مٹانے کے لیے ایک مستقل جماعت کھڑی کر دی جس کی وجہ سے ہزار کوششوں کے باوجود باطل کو اصل

دین میں خلل اندازی کا موقع نہ مل سکا۔ یہ جماعت اِس پرفریب نعرے سے متاثر نہیں ہوئی جسے آج فیشن میں ''اتحادِ ملت'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اتحادِ ملت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہر ناحق کو اپنے اُوپر چھوڑ دیا جائے اور اُس کی بدعقیدگی اور بدعملی پر کوئی نکیر نہ کی جائے، یہ اتحاد نہیں بلکہ مداہنت ہے۔ اگر واقعی اتحاد چاہیے تو وہ صرف اِس طرح ہوگا کہ ہر فرقہ اور ہر جماعت قرآن وسنت کو معیارِ اتباع بنالے اور پھر آنحضرت ﷺ کی تربیتِ کاملہ سے پوری طرح فیض یاب ہونے والی عظیم ترین شخصیات جو اُمت میں نبی کے بعد سب سے افضل ہیں یعنی حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو ''معیارِ حق'' تسلیم کرے اور جو عقیدہ اور عمل قرآن وسنت اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے موافق ہو اُسے اختیار کیا جائے اور جو خلاف ہو اُسے ترک کر دیا جائے۔ اگر یہ طریقہ اختیار کرلیا گیا تو اُمت میں تفرقہ بندی کی تمام حدیں توڑی جاسکتی ہیں۔ یہ تفرقے پیدا ہی اِسی لیے ہوئے ہیں کہ قرآن وسنت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ چھوڑ کر الگ نظریات واعمال کو فروغ دے دیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ایسی جماعت کا وجود ناگزیر ہے جو غلط عقائد ونظریات اور بدعات ختم کرنے کے لیے سرگرمِ عمل رہے۔

(د) دعوت الی الخیر :

یہ بھی دین کا نہایت اہم شعبہ ہے۔ لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دینا اور دُنیا میں اچھی باتوں کو فروغ دے کر برائیوں کو مٹانا اُمتِ محمدیہ کی امتیازی صفت ہے اور اُمت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے اور بالخصوص جب بگاڑ حد سے تجاوز کر جائے اور عبادات سے لے کر معاشرت تک ہر شعبہ دین سے بے بہرہ ہونے لگے تو اُمت کو تباہی سے بچانے کے لیے انفرادی اور اجتماعی ہر طرح کی کوششوں کا تسلسل زیادہ ضروری اور لازم ہوجاتا ہے۔

الحمدللہ ہر زمانہ میں دین کا یہ شعبہ زندہ اور متحرک رہا ہے۔ علماء نے وعظ ونصیحت کے ذریعہ اور صوفیاء نے بیعت و اِرشاد کے ذریعہ برابر دین کی آبیاری کی اور لاکھوں لاکھ لوگ اُن کی محنتوں کی بدولت راہِ حق پر گامزن ہوگئے اور اخیر زمانہ میں ''دعوت الی الخیر'' کا یہ مہتم بالشان کام حضرت مولانا شاہ محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بے پایاں خلوص کے ساتھ ''تبلیغی جماعت'' کے نام سے سامنے آیا جو دیکھتے ہی دیکھتے دہلی اور میوات سے نکل کر عالم کے چپہ چپہ پر پھیل گئی اور جگہ جگہ دین کے عنوان پر حرکت میں برکت کے

مناظر سامنے آنے لگے۔

اس تحریک کی عمومیت نے رنگ و نسل علاقہ اور زبان اور امیر وغریب کا فرق مٹا دیا اور اُمت کا ہر طبقہ ''دعوت الی الخیر'' سیکھنے اور سکھانے کے لیے ایک ہی نظام سے مربوط ہوگیا۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد ہی یہ ہے کہ دین زندگی کے ہر گوشہ میں سما جائے۔ عبادات بھی شریعت کے مطابق ہوں اور معاشرت اور معاملات بھی اسلامی رنگ میں رنگین ہوجائیں اور غیر اسلامی عقائد و اعمال سے مسلم معاشرہ پاک ہوجائے۔ اس جماعتِ تبلیغ کی نماز، روزہ پر محنت صرف اِس لیے نہیں ہے کہ دین کو بس عبادات کے دائرہ میں محدود کردیا جائے بلکہ دین پوری زندگی میں آنا چاہیے۔ اور اس کے لیے جہاں اچھائیوں کو پھیلانے کی ضرورت ہوگی وہیں برائیوں پر حکمت عملی سے نکیر کرنے کی بھی ضرورت ہوگی۔ اس لیے کہ جس طرح کھیتی اُس وقت تک برگ و بار نہیں لاسکتی جب تک کہ اُس کے جھاڑ جھنکار کی صفائی نہ کی جائے، اِسی طرح اسلامی معاشرہ کا تصور بھی اُس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ گناہوں اور نافرمانیوں کو جڑ سے نہ اُکھیڑ دیا جائے۔ جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ ''جماعت'' کا کام تو بس نماز کی دعوت دینا ہے اور برائیاں کتنی ہی آنکھوں کے سامنے گھر میں یا باہر ہوتی رہیں اُن پر نکیر کرنا ہمارا کام نہیں، یہ بڑی بھول ہے۔

قرآنِ کریم نے دعوت کی تفسیر میں دونوں ذمہ داریوں کو بتایا ہے: (۱) **اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ** (اچھی باتوں کی تلقین) (۲) **نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ** (بری باتوں پر تنبیہ)۔ اِنہی دونوں ذمہ داریوں کو ادا کرکے دعوت کا مفہوم پورا ہوتا ہے۔ یہ انصاف کی بات نہیں ہے کہ ہم اچھائیوں کی دعوت میں سب کچھ کھپادیں اور جب برائیوں پر متنبہ کرنے کا وقت آئے تو دامن بچا کر لے جائیں کہ کہیں کوئی ناراض یا درپے آزار نہ ہوجائے۔ بہرکیف اُمت میں ایسے افراد کا موجود رہنا ضروری ہے جو دُنیا میں خیر کو پھیلاتے رہیں اور منکرات پر قوت کے ساتھ نکیر کرتے رہیں، یہ دین کا نہایت مفید اور وسیع ترین شعبہ ہے۔

دین کے تمام شعبوں کا مرکز :

دین کے اِن تمام شعبوں کا مرکز دَورِ نبوت میں آنحضرت ﷺ کی مسجد مبارکہ تھی، وہیں تعلیم کے حلقے لگتے تھے، وہیں تربیت اور تزکیہ کا کام ہوتا تھا، وہیں سے مجاہدین کے لشکر منظّم کرکے بھیجے جاتے تھے اور وہیں سے تبلیغی وفود رَوانہ ہوتے تھے۔ پھر کام کرنے والے بھی ایسے تھے جو بیک وقت معلم بھی تھے، مجاہد بھی

تھے اور مبلغ بھی تھے۔ الغرض ہر شخص اپنی وسعت کے مطابق دین کی ہر خدمت انجام دینے کو تیار رہتا تھا۔ دَورِ صحابہ و تابعین میں بھی یہی منظر دیکھنے کو ملتا رہا۔ بڑے بڑے اکابر محدثین اور علماء حصول ثواب کے لیے مسندِ درس کو چھوڑ کر تلوار اُٹھاتے اور دُشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں اپنی دلیری اور بہادری کے جوہر دکھاتے تھے۔ اُس وقت چونکہ خلوص عام تھا اس لیے یہ بات نہ تھی کہ یہ کام ہمارا ہے اور وہ کام اُن کا ہے۔ اس کام کے تو ہم ہی ٹھیکیدار ہیں اِس میں دوسرے کو شامل ہونے کی اجازت نہیں بلکہ دین کے ہر کام کو ہر شخص اپنا ہی کام سمجھتا تھا اور ایک دوسرے کے تعاون کی امکانی کوشش کی جاتی تھی جس کا ثمرہ یہ ظاہر ہوتا تھا کہ دین کا ہر شعبہ پوری قوت سے زندہ اور متحرک تھا اس لیے کہ ہر چہار جانب سے مسلم معاشرہ میں اُس کی تقویت اور پشت پناہی میسر آتی تھی۔

موجودہ دَور کا اَلمیہ :

مگر آج نفسانیت اور جہالت نے یہ دن دکھائے ہیں کہ دین کے شعبے الگ الگ طبقات میں بٹ کر رہ گئے ہیں۔ ہر شعبہ سے وابستہ شخص نہ صرف یہ کہ دُوسرے سے وابستہ نہیں ہونا چاہتا بلکہ اپنے شعبہ سے تعلق کے زعم میں دوسرے شعبوں کی تحقیر اور اُس پر لعن طعن پر آمادہ ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ دین تو بس وہی ہے جس کو اِس نے دین سمجھ رکھا ہے اور بقیہ ساری محنتیں جو دین کے نام پر کی جارہی ہیں وہ سب فضول ہیں۔ ایک طرف بعض اہل مدارس دعوت کی محنت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ یا ردّ فرق باطلہ میں اپنی ذمہ داری نہیں نبھاتے اور اُن کے اِرد گرد مسلم آبادیوں میں بدعقیدگی اور بد عملی کا طوفان رواں دواں رہتا ہے اور اُنہیں کچھ بھی احساس نہیں۔ دوسری طرف دعوت کے کام میں لگے ہوئے بہت سے پُر جوش لوگ اتنا حد سے تجاوز کرتے ہیں کہ اپنی خصوصی اور عمومی مجلسوں میں اہل مدارس اور علماء ربانیین کے خلاف بدکلامی اور بدزبانی پر اُتر آتے ہیں اور غیبت و بہتان جیسے بدترین گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنے لیے خطرناک قسم کی محرومی مول لیتے ہیں۔ کسی کو تو العیاذ باللہ اِتنا جوش آتا ہے کہ چند چلے لگا کر یہ سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑا دُنیا میں کوئی دین دار ہی نہیں ہے اور اِس عجب و تکبر کے نتیجہ میں بڑے بڑے علماء کو خاطر میں نہیں لاتا اور دین کے تحفظ کے لیے یا قادیانیت وغیرہ فرقِ باطلہ کی تردید کے لیے اگر کوئی تحریک چلتی ہے تو اُس کا ساتھ دینے میں اِس طرح اعراض کیا جاتا ہے گویا وہ دین کا کام ہی نہ ہو۔

ہمیں معلوم ہے یہ حرکتیں جماعتِ تبلیغ کے لازمی اُصولوں کے خلاف ہیں۔ اِس جماعت کے بنیادی چھ نمبروں میں ''اکرامِ مسلم'' ایک اہم نمبر ہے جس کا سب سے اوّلین تقاضا عالمِ دین کا احترام ہے۔ اِن ناواقف پُرجوش لوگوں کی وجہ سے جماعت بدنام ہورہی ہے اور اِس کی آفاقیت میں کمی آنے اور رفتہ رفتہ اِس کے سمٹ جانے کا خطرہ پیدا ہونے لگا ہے۔ ہماری یہ مخلصانہ دُعا اور دِلی خواہش ہے کہ دعوت وتبلیغ کی یہ مبارک جماعت اپنے بانی مبانی کے اُصولوں پر قائم رہ کر پورے عالم میں پھلے اور پھولے اور اِس کے ذریعہ دُنیا کے چپہ چپہ میں ہدایت کے برگ و بار آئیں اور رُوحانیت اور وحدانیت کے نور سے پوری دُنیا منور ہوجائے۔ مگر ہمیں اِس کا بھی احساس ہے کہ کچھ خودغرض مفاد پرست لوگ اِس جماعت میں دَر آئے ہیں جو اپنے اِنفرادی عمل سے جماعت کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں اور بہت سی جگہ اِس نے بڑے فتنے کا روپ اپنا لیا ہے۔ قبل اِس کے کہ بات اور آگے بڑھے ایسے بدزبانوں اور ناعاقبت اندیشوں کو لگام دینے کی ضرورت ہے، جماعت کے ہر فرد کو دین کے دوسرے خدامِ دین کا بھی اُتنا ہی احترام کرنا چاہیے جتنا اپنی جماعت میں لگے ہوئے فرد کا کیا جاتا ہے اور محض اِس وجہ سے اُن سے ناگواری نہ ہونی چاہیے کہ وہ ہمارے مقررہ اُصول کے مطابق کام نہیں کررہے ہیں۔

دین کی خدمت کا میدان بہت وسیع ہے، دوسرے پر تبرّابازی کے بغیر بھی دین کی خدمت ہوسکتی ہے، پھر اِس ''نیکی برباد گناہ لازم'' میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر کسی کی بات اپنے شعبہ کے علاوہ کسی دوسرے دینی شعبہ میں کام کرنے کا موقع نہیں ہے تو کم از کم اِس کی بیخ کنی اور مخالفت تو نہ کرے، یہ بھی ایک طرح کا تعاون کہلائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر فرد کو اپنا محاسبہ کرنے اور ہر معاملے میں راہِ اعتدال پر استقامت کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سے دین کے جس شعبہ کی خدمت میں جو کوتاہیاں ہورہی ہیں اُنہیں معاف فرمائے اور اُن سے پوری طرح محفوظ رہنے کی سعادت سے نوازے، آمین۔

دِل کی بند شریانیں کھولنے کا اکسیر نسخہ

بائی پاس مت کرائیں

﴿ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ ﴾

18 اپریل بروز ہفتہ ساہیوال ختم نبوت کانفرنس کے لیے جانا ہوا۔اس سے ایک دن قبل بندہ کو دل کی جگہ ہلکا سا درد اور پھر کافی دیر گھبراہٹ اور بوجھ رہا۔حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی خطیب پاکپتن سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ میری انجیو گرافی ہوئی تو ڈاکٹروں نے بائی پاس تجویز کیا۔ایک ماہ بعد کی ڈاکٹروں نے تاریخ دی۔اس دوران ایک حکیم صاحب نے ذیل کا نسخہ دیا جو کہ میں نے ایک ماہ استعمال کیا۔مقررہ تاریخ پر کارڈیالوجی سنٹر لاہور میں سوا دو لاکھ روپے جمع کرائے۔ڈاکٹروں نے معائنہ کیا۔ٹیسٹ لیے،اگلے دن بائی پاس ہونا تھا،ٹیسٹوں کی رپورٹیں لے کر تین ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا۔پہلے اور بعد کی رپورٹوں کو دیکھا تو مجھ سے پوچھا گیا کہ انجیو گرافی کے بعد تم نے کیا دوا استعمال کی۔میں نے ڈاکٹروں کو نسخہ بتایا۔انہوں نے کہا کہ تمہاری تین شریانوں میں سے دو کھل چکی ہیں۔نسخہ کا استعمال جاری رکھیں۔شاید باقی ایک بھی کھل جائے۔بائی پاس کی فی الحال قطعاً ضرورت نہیں۔جمع شدہ رقم واپس لی اور گھر آ گیا۔

حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی صاحب نے اَز راہِ کرم ایک بوتل فقیر کو تیار کر کے عنایت فرمائی اور نسخہ بھی بتا دیا، جو یہ ہے :

(۱) لیموں کا رس ایک پیالی (۲) اَدرک کا رس ایک پیالی (۳) لہسن کا رس ایک پیالی (۴) سرکہ سیب ایک پیالی۔اِن چار پیالی رسوں کو ملا کر دھیمی آنچ پر نصف گھنٹہ آگ دیں۔جب ایک پیالی کم ہو کر تین رہ جائیں تو آگ سے محلول کو اُتار کر ٹھنڈا ہونے پر تین پیالی شہد ملائیں۔سب کو خوب مکس کر کے بوتل میں محفوظ کریں۔یومیہ نہار منہ تین چمچ کھانے والے محلول کو پئیں، انشاء اللہ دل کی بند شریانیں کھل جائیں گی، مجرب ہے۔

نسخہ برائے دفع دمہ، کیرا، نزلہ :

(۱) گل بنفشہ تین ماشہ (۲) گل گاؤزبان تین ماشہ (۳) عناب نو عدد (۴) لسوڑے نو عدد (۵) کھوہ

بوٹی تین ماشہ (۶) ملٹھی تین ماشہ (۷) خطمی تین ماشہ (۸) جنازی تین ماشہ (۹) خشخاش تین ماشہ (۱۰) بادیان تین ماشہ (۱۱) گاؤزبان تین ماشہ (۱۲) منقہ چھ عدد (۱۳) استخودوس تین ماشہ (۱۴) تخم حلیبہ تین ماشہ (۱۵) انجیر چھ عدد (۱۶) ابریشم چھ ماشہ۔

سات پیالی پانی ڈال کر رات بھر رہنے دیں۔ صبح آگ پر پکائیں جب چار پیالی رہ جائے تو اُتار لیں اور ایک پیالی لیں اور پھر اتنا پانی ڈال دیں کہ سات پیالی ہو جائے، شام کو اِسے پھر پکائیں۔ جب چار پیالی رہ جائے تو ایک پیالی پی لیں۔ ایک دو روز ایسا کرنے سے دمہ، کیرا اور نزلہ ختم ہو جائے گا۔

نسخہ برائے دفع چنبل :

(۱) لال کمیلا ایک چھٹانک (۲) مردار سنگ ایک چھٹانک۔ ان دونوں کا سفوف بنا کر اس میں مکھن ملائیں، چنبل والی جگہ پر لگائیں، چند روز کے استعمال سے چنبل کافور ہو جائے گی۔

اللہ رب العزت سب کو صحت و سلامتی سے سرفراز فرمائیں، آمین۔

(بشکریہ ماہنامہ ''الحسن'' لاہور اکتوبر 2006ء)

بقیہ : الوداعی خطاب

یہ تو ایسا نظام ہے اللہ کا اور ایسی عنایات ہیں کہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ہماری اور آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر کوئی حیثیت ہے تو وہ اِس لیے ہوگی کہ ہم نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر چلیں، اِسی لیے نبی علیہ السلام نے زور دیا کہ تمہارا ظاہری وجود ہو باطنی وجود ہو، دُنیاوی حیات ہو اُخروی حیات ہو، ساری حیاتوں کی بھلائی اور خیر جو ہے وہ میری سنت سے وابستہ ہے۔ لہٰذا اِس کو پکڑ لو۔ اپنے قبیلوں سمیت اپنے جتھوں سمیت اُن کو بھی اِس پر لاؤ خود بھی اِس پر آجاؤ اور کوئی ایسا وقت آجائے خدانخواستہ کہ کوئی بھی اِس پر نہیں آتا تم اکیلے ہی ہو تو فرمایا کہ بس پھر اکیلے اپنی فکر کرو۔ تو اِس لیے اِس دَور کے کیا حالات ہیں جس دَور سے ہم گزر رہے ہیں، اِس کا آپ کو مطالعہ کرنا پڑے گا۔ اِس دَور میں دین کی کونسی خدمت کی زیادہ ضرورت ہے اِس کا آپ کو مطالعہ کرنا پڑے گا۔ اللہ کی جو مخلوق اِنسان ہے اِس وقت اُس کی کس طرح سے مدد کی جائے کہ وہ دین پر آجائے اور دین پر جم جائے، یہ دیکھنا پڑے گا۔ (جاری ہے)

خانقاہِ حامدیہ اور رمضان المبارک

﴿ محمد عُکاشہ یوسف، فاضل جامعہ مدنیہ جدید ﴾

گذشتہ کی طرح اِس رمضان المبارک میں بھی اللہ تعالیٰ کا مجھ سیہ کار اور گنہگار پر خاص فضل و کرم ہوا کہ خانقاہِ حامدیہ کے تحت لاہور میں آخری عشرۂ اعتکاف کی توفیق ہوئی اور حضرتِ شیخ کامل مولانا سید محمود میاں صاحب دامت برکاتہ وفیوضہ کی صحبت کا شرف ملا۔ شُرکائے اعتکاف کی تعداد مریدین و مقیمین حضرات سمیت تقریباً تیس تھی۔ اور حضرت شیخ کی جانب سے مریدین کیلئے کچھ اعمال اجتماعیہ تھے اور کچھ حسبِ حال انفرادی اعمال تھے۔

ہر روز ظہر کی نماز کے بعد آدھ گھنٹہ کی اجتماعی مجلس ہوتی جس میں سلفِ صالحین کا ذکرِ خیر ہوتا اور پیش آمدہ احوال و مسائل حضرت شیخ سے دریافت کیے جاتے اور بیعت کے خواہشمند بیعت ہوتے۔ بعد ازاں عصر تک سالکین اپنے اپنے انفرادی عمل میں مشغول رہتے۔

عصر کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور سُنتوں کے متعلق ''نبوی لیل و نہار'' نامی رسالہ جس کو حضرتِ شیخ خود پڑھ کر ہمیں حضور ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری اور سنتِ نبوی کی پیروی کی اہمیت و ضرورت بیان فرماتے، یہ عمل بیس پچیس منٹ جاری رہتا۔ اس کے بعد حلقۂ ذکر ہوتا اور ہر طالب اپنے ہدایت کردہ ذکر میں افطار تک مشغول رہتا اور پھر حضرتِ شیخ کی صحبت میں تمام مریدین روزہ افطار کرتے۔

جب عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو جاتے تو حضرتِ شیخ کی صحبت میں سارے مریدین و متعلقین حضرات ایک حلقہ میں جمع ہو جاتے، اس حلقہ میں برکت العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب قدس سرہٗ العزیز کی تالیف فرمودہ ''تاریخ مشائخ چشت'' پڑھ کر سنائی جاتی۔ آخری دن ہمارے حضرتِ اعلیٰ شیخ المشائخ مرشدنا و سیّدنا و مولانا الحافظ السیّد حامد میاں قدس سرہ العزیز کے ذکرِ خیر کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اور حضرتِ شیخ تاریخ مشائخ چشت کبھی خود پڑھتے اور ساتھ ساتھ تشریح اور وضاحت بھی فرماتے اور اکثر اپنے مریدین سے کتاب پڑھواتے اور باقی حضرات ہمہ تن گوش ہو کر سنتے۔ تاریخ مشائخ چشت کے پڑھنے سے ہمیں تصوف کی

اہمیت اور ضرورت کا علم ہوا اور یہ جذبہ پیدا ہوا کہ طالبِ صادق بننا ضروری ہے جس طرح ہمارے مشائخ چشتیہ اور دیگر تمام سلفِ صالحین کا طریقہ رہا ہے کہ اُن حضرات نے دُنیا سے بے رغبتی اور عاجزی وانکساری، تقویٰ و اطاعت کی جو مثالیں قائم کی ہیں اُن کو ہم نمونہ بنائیں۔

حضرتِ شیخ اور تمام مریدین و مقیمین شیخ المشائخ مُرشدنا وسیدنا مولانا سید حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہُ العزیز کے ملفوظاتِ عظیمہ اور مواعظ کریمہ کی کیسٹ سننے کیلئے ایک حلقہ میں بیٹھ جاتے، جب حضرتِ والاؒ اپنے ناصحانہ انداز میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کی تشریح بیان فرماتے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ چشمۂ محبت ِ الٰہیہ کی آبشاریں ہمارے ویران وخشک دلوں کی بنجر زمین کو سیراب کر رہی ہیں اور ہمارے ایمانی جذبوں کو تروتازہ کر رہی ہیں اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ چشمۂ نورافروز کی دلفروز کرنیں ہمارے سینوں میں جاگزیں ہو رہی ہیں اور معصیت و نافرمانی کی ظلمت و تاریکی نورِ معرفت کے ہواؤں کے جھونکوں سے زائل ہو رہی ہیں اور خواہشات و لذات کی کالی گھٹائیں چھٹ رہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت و چاہت کی پھلواری عیاں ہو رہی ہیں اور ابرِ رحمت قطراتِ باران کی طرح برس رہے ہیں اور تاریک آشیانۂ خاطر منور و معطر ہو رہا ہے اور مرجھائے عزائم واُمیدوں کے بے رنگ پھول اپنی پنکھڑیوں سے خوش رنگی میں ڈھل رہے ہیں، اور افسردہ و رنجیدہ گلستانِ قلب میں بشاشت وراحت کے دلفریب جھونکے پروان چڑھ رہے ہیں اور ہمارے سینے بحرِ عشق الٰہی میں غوطہ زن ہیں اور گویا کہ علم وحلم کے ایسے سمندر بیکراں ہیں جس سے فیوض کی نہریں تشنگانِ علم کو سیراب کر رہیں ہیں۔ حضرت والاؒ کے درسِ حدیث کی کیسٹ تقریباً آدھ گھنٹہ سنی جاتی۔

اللہ تعالیٰ سلسلۂ چشتیہ کو اقوامِ عالم میں تاقیامت جاری وساری فرمائے اور مجھ سیہ کار و گنہگار کو بھی اِن مشائخ کے فیوض وبرکات سے استفادہ کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

ضرورت رشتہ

26 سالہ کنواری ذات قریشی، تعلیم MBA + دینی تعلیم باپردہ لڑکی کے لیے ہم پلہ نیک شریف برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والد (ر) چیف انجینئر رہائشی لاہور ڈاکٹر، انجینئر، CA کو ترجیح ہوگی۔ رابطہ دفتر انوار مدینہ 042-7703662

دینی مسائل

﴿ نکاح کا بیان ﴾

کفو اور برابری کی اقسام :

یہ پانچ قسمیں ہیں۔نسب میں برابری، مسلمان ہونے میں، دینداری میں، مال میں اور پیشہ میں برابری۔

(۱) نسب میں برابری :

مسئلہ : قریش آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہیں۔قریشی وہ شخص ہے جس کے اجداد میں نضر بن کنانہ داخل ہوں۔یہ نبی کریم ﷺ کے اجداد میں بارہویں نمبر پر تھے۔آپ ﷺ کا نسب یہ ہے حضرت محمد ﷺ ،عبداللہ،عبدالمطلب ، ہاشم،عبدمناف،قصی، کلاب ،مرہ،کعب،لوی، غالب،فہر، مالک،نضر بن کنانہ۔چاروں خلفاء راشدین چونکہ قریشی تھے اس لیے صدیقی، فاروقی،عثمانی اور علوی سب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔

مسئلہ : سید یعنی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد یعنی حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سلسلہ نسب میں ہیں اگر چہ نسب کے اعتبار سے ان کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن اگر سید کی لڑکی کسی عثمانی یا فاروقی ے گھر میں بیاہ دی گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے جوڑ میں نکاح نہیں کیا بلکہ یہ جوڑ ہی ہے۔

مسئلہ : عجمی عالم قریشی اور سید لڑکی کا کفو ہے۔

مسئلہ : قریش کو چھوڑ کر باقی عرب ایک دوسرے کے کفو ہیں۔

مسئلہ : عجم کے سب لوگ ایک قوم ہیں اور برابر ہیں خواہ وہ مغل ہوں یا پٹھان یا کوئی اور۔یہ لوگ قریش اور سیدوں کے جوڑ کے نہیں۔

مسئلہ : نسب میں اعتبار باپ کا ہے ماں کا کچھ اعتبار نہیں۔اگر باپ سید ہے تو اولاد بھی سید ہے اور اگر باپ عثمانی ہے تو اولاد بھی عثمانی ہے ماں چاہے جیسی ہو۔اگر کسی سید نے کسی غیر سید عورت سے نکاح کر لیا تو ہونے والے بچے سب سید ہوئے۔

(۲) مسلمان ہونے میں برابری :

مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط عجمیوں میں ہے۔ عربوں اور قریش جیسے سیدوں، علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

تو جو شخص خود مسلمان ہوگیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا۔ اور جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔

(۳) دینداری میں برابری :

اس کا مطلب ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں اور بدکار اور بدمعاش ہے وہ نیک بخت، پارسا، دیندار عورت کا کفو نہیں ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو بدعتی ہو وہ اہلسنت عورت کا جوڑ نہیں ہے۔

مسئلہ : فاسق شخص کی فاسق بیٹی اور نیک شخص کی فاسق بیٹی کا جوڑ فاسق آدمی ہے جبکہ نیک شخص کی نیک بیٹی اور فاسق شخص کی دیندار بیٹی کا جوڑ دیندار آدمی ہے۔

مسئلہ : اگر فاسق شخص کی دیندار بیٹی کسی فاسق آدمی سے اپنی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو یہ نکاح منعقد ہو جائے گا اور لڑکی کے باپ کو اعتراض کا حق حاصل نہ ہوگا کیونکہ لڑکی خود اس نکاح پر راضی ہوئی اور اس کا باپ خود فاسق ہے۔

مسئلہ : اگر نیک شخص کی فاسق لڑکی کسی فاسق لڑکے سے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلے تو نکاح ہو جائے گا اور ولی کو اعتراض کا حق نہ ہوگا۔

(۴) مال میں برابری :

اس کے یہ معنی ہیں کہ بالکل مفلس محتاج مال دار عورت کے برابر کا نہیں ہے اور اگر وہ بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور روزمرہ کا خرچہ کما لیتا ہے تو بس یہ کافی ہے یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مال دار ہو یا اس کے قریب قریب ہو۔

(۵) پیشے میں برابری :

رواج میں کچھ پیشے ہیں جو کمتر سمجھے جاتے ہیں مثلاً تجارت کے مقابلے میں نائی، نانبائی، موچی، وغیرہ کے پیشے ہلکے سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح ملازمتوں میں بھی فرق ہے۔ چپڑاسی اور خاکروب وغیرہ کے مقابلہ میں کلرک کی ملازمت بہتر سمجھی جاتی ہے۔ وغیرہ لہٰذا جولڑکا نائی ہو وہ تاجر کی بیٹی کے جوڑ کا نہیں اور جولڑکا چپڑاسی ہو وہ کلرک کی بیٹی کے جوڑ کا نہیں۔

متفرق مسائل :

مسئلہ : بالغہ عورت کا نکاح ولی کی اجازت سے کسی ایسے شخص سے ہوا جس کے کفو ہونے کا حال معلوم نہ تھا لیکن نکاح کے وقت کفو ہونے کی شرط کرلی تھی یا صراحت کے ساتھ تو شرط نہ کی مگر شوہر کی طرف سے کفو ہونا ظاہر کیا گیا اور اس پر اعتماد کر کے نکاح کر دیا ہو پھر ظاہر ہوا اور ثابت ہوا کہ کفو نہیں ہے۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ عورت کو بھی نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوگا اور اس کے ولی کو بھی حاصل ہوگا۔ لیکن اگر یہ عورت ابھی تک باکرہ (کنواری) ہے تو اس کا اختیار سکوت سے باطل ہو جائے گا یعنی اگر اطلاع حال کے بعد فوراً کہہ دیا کہ مجھے اس سے نکاح رکھنا منظور نہیں تب تو اختیار باقی رہے گا اور مسلمان جج کے ذریعہ فسخ کراسکے گی ورنہ اگر نامنظوری ظاہر کرنے میں ذرا بھی تاخیر کی تو فسخ کرانے کا اختیار باقی نہ رہے گا۔ اور اگر عورت ثیبہ ہو یعنی اس سے صحبت ہو چکی ہو تو اس کے سکوت سے اختیار باطل نہیں ہوتا جب تک صراحت یا دلالت کے طور پر رضامندی نہ پائی جائے۔ دلالت کے طور پر رضا یہ ہے کہ عورت شوہر کو صحبت پر قدرت دیدے یا وہ مہر دے تو مہر لے لے۔ ولی کا اختیار بھی محض سکوت سے باطل نہیں ہوتا بلکہ صراحت یا دلالت کے طور پر رضا کی ضرورت ہوتی ہے۔

مسئلہ : نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح اس کے والد یا دادا نے ایسے شخص سے کیا جس کو اس کے بیان کی بناء پر کفو سمجھا گیا یا کفو ہونے کی شرط کرلی گئی تھی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ غیر کفو ہے تو اس صورت میں تفصیل یہ ہے کہ بالغ ہونے سے پیشتر تو صرف باپ دادا کو اختیار ہے۔ اگر اس نے فسخ کرا دیا تو فسخ ہو جائے گا اور اگر حقیقت ظاہر ہونے کے بعد بھی نکاح کو منظور رکھا تو لازم ہو جائے گا۔ اور بالغ ہونے پر ان کے ساتھ ساتھ لڑکے یا لڑکی کو بھی اختیار حاصل ہو جائے گا۔ ✿ ✿ ✿

وفیات

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

☆ جامعہ مدنیہ کے ناظم قاری غلام رسول صاحب کا نو برس کا اکلوتا بیٹا ایک سال خون کے کینسر میں مبتلا رہ کر ۲۹ رمضان کو وفات پا گیا۔ قاری صاحب کو اللہ تعالیٰ اس عظیم حادثہ پر اجر عظیم اور صبر جمیل عطاء فرمائے اور معصوم بچے کو والدین کے لیے مغفرت کا ذریعہ بنائے، اہل جامعہ ان کے صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔

☆ جناب شیخ داؤد قریشی صاحب کی اہلیہ صاحبہ طویل علالت کے بعد ۳۱ر اکتوبر کو وفات پا گئیں۔ مرحومہ بہت نیک اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو، آمین۔

☆ یکم شوال کو لاہور کے بھائی کمال صاحب کے بڑے بھائی اور مولوی قمر عاصم کے والد صاحب اچانک وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ جامعہ مدنیہ کے سابق مدرس جناب مولانا عبدالمالک شاہ صاحب کے جواں سال بیٹے گذشتہ ماہ ایک حادثہ میں جام شہادت نوش کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی شہادت کو قبول فرما کر مولانا اور دیگر اہل خانہ کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆ یکم شوال کو جیا موسی میں مدرسہ تدریس القرآن کے مہتمم جناب قاری سعید احمد صاحب اچانک وفات پاگئے۔ مرحوم اپنے علاقے کی قابل قدر شخصیت تھے اللہ تعالیٰ ان کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر فرمائے نیز اُن کے صاحبزادگان کو صبر جمیل کی توفیق کے ساتھ اپنے والد صاحب کی دینی خدمات کو جاری رکھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

☆ ۲۳ر رمضان المبارک کو جناب شیخ ایاز محمود صاحب کے والد صاحب طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند ترین درجات نصیب فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ہو، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصال ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

رمضان المبارک کی بیسویں شب کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے سانده میں جامعہ مدنیہ جدید کی زیرِ سرپرستی مولانا ذکاء الرحمٰن صاحب (سابق متعلم جامعہ مدنیہ جدید) کے قائم کردہ مدرسہ کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔ نیز اس موقع پر ختم قرآن پاک کی تقریب بھی تھی جس میں حضرت مہتمم صاحب نے شرکاء سے بیان کیا، بعد ازاں دُعا کرائی۔

بحمد اللہ خانقاہ حامدیہ کے تحت رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ملک کے اطراف واکناف سے معتکفین حضرات تشریف لائے اور سلوک واحسان ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ومصروف رہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔